خصوصی نمبر یوم مسیح موعودؑ جزو اول

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 21/ مارچ 2023ء | 28/ شعبان 1444 ہجری قمری | 21/امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:68

فرمانِ رسولؐ

عَنۡ أَبِیۡ هُرَیۡرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ کَانَتۡ لَهُ امۡرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَی إِحۡدَاهُمَا جَآءَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَشِقُّهُ مَآئِلٌ

(سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی دو بیویاں ہوں پھر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک جسم ایک طرف جھکا ہوا ہوگا۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

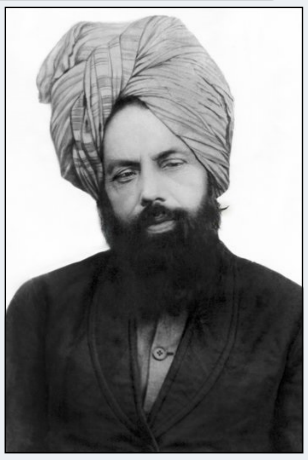

دو بیویوں میں انصاف

- پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اُس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اُس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔
- ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور اُن کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہوگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 64-65 ایڈیشن 1984ء)

- یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡهَا کَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۳۰﴾

(النساء: 130)

ترجمہ: اور تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے (یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف) کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس (دوسری) کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے سے خدا کی ناراضگی کا مورد بن سکتا ہے

بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡهَا کَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۳۰﴾ (النساء: 130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ مئی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- وید (منظوم)
- جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء
- ’’یوم مسیح موعود علیہ السلام‘‘
- ہم یوم مسیح موعود کیوں مناتے ہیں؟
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد
- اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
- مصلح عالم مسیح محمدی کی اعجازی برکات
- وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت

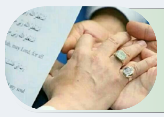

دربارِ خلافت

آپؐ اور مومنوں کو صبر، حمد اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو نظامِ نو آپ کی آمد سے جاری ہونا تھا وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے وہ جاری ہو چکا ہے۔ لیکن کامیابیوں کا بھی ایک وقت ہے۔ اس لئے صبر اور برداشت سے کام لینا چاہئے اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بھی اور آپ کے ماننے والوں نے بھی اسی صبر و برداشت سے کام لینا ہے کہ یہی اولوالعزم نبیوں اور ان کے ماننے والوں کا شیوہ ہے۔ یہ سختیاں، مشکلات اور ان پر برداشت اور صبر ہی کامیابیاں دلانے کا باعث بنتا ہے اور جب کامیابیاں آئیں گی، دشمن کی پکڑ ہو گی تو تب وہ سوچے گا کہ مَیں کیا کرتا رہا، تب اسے خیال آئے گا کہ یہ دنیاوی زندگی جسے میں سب کچھ سمجھتا رہا یہ تو ایک گھڑی یا ایک گھنٹے سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھی۔ پس جہاں تک انبیاء کے مخالفین کی پکڑ کا سوال ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر یہی سلوک دکھایا اور آپ کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کے نام و نشان کو مٹا دیا۔ پس کہاں گئے وہ آپ کے بڑے بڑے دشمن جو سردارانِ مکّہ کہلاتے تھے۔ کہاں گیا وہ بادشاہ جس نے آپ کے پکڑنے کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تھے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تا قیامت ہے تو خدائی وعدے کے مطابق آپ کے دشمنوں کی پکڑ بھی ہر زمانے میں نشان بنتی چلی جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس کس طرح تنگ کیا۔ آپ کے کیا کیا نام رکھے۔ آپ کو کس طرح بدنام کرنے کی کوشش کی اس بارہ میں قرآنِ کریم ہمیں بتاتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَالُوۡا یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡ نُزِّلَ عَلَیۡہِ الذِّکۡرُ اِنَّکَ لَمَجۡنُوۡنٌ ؕ﴿۷﴾ (الحجر: 7) اور انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر ذکر اتارا گیا ہے، یقیناً تو مجنون ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر استہزاء ہے بلکہ کھلی کھلی ایک گالی ہے۔ مکّہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس وقت وہاں کی تقریباً ساری آبادی آپ سے یہ سلوک کرتی تھی، سوائے چند ایک نیک فطرت لوگوں کے جو ایمان لے آئے تھے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ فتح کرتے ہیں تو سب سے محبت اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں گزشتہ خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ لوگ صرف گالیاں دینے والے ہی نہیں تھے۔ یہ لوگ ظلم کی انتہا کرنے والے تھے۔ زبردستی جنگیں ٹھونسنے والے تھے۔ لیکن آپ نے ہر ایک سے شفقت کا سلوک فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا تھا کہ خود مَیں بدلے لوں گا۔

پھر قرآنِ کریم میں سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکُ ۣافۡتَرٰىہُ وَاَعَانَہٗ عَلَیۡہِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۚۛ فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّزُوۡرًا ۚ﴿۵﴾ (الفرقان: 5) اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا یہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں جو اس نے گھڑ لیا ہے اور اس بارہ میں اس کی دوسرے لوگوں نے مدد کی ہے۔ پس یقیناً وہ سراسر ظلم اور جھوٹ بنانے والے ہیں۔ گو اس آیت میں بڑے وسیع مضمون بیان ہوئے ہیں لیکن یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ آپؐ کو دعویٰ کے بعد وہی لوگ نعوذ باللہ جھوٹا کہنے لگ گئے جو آپؐ کو سچا کہتے تھے اور ان کی زبانیں اس سے نہیں تھکتی تھیں۔ آپؐ کی سچائی اور امانت کے قائل تھے۔ پھر آپ ﷺ کے بارہ میں ظالموں کی ہرزہ سرائی کا قرآنِ کریم میں یوں ذکر آتا ہے۔ فرمایا کہ وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿۹﴾ (الفرقان: 9) اور ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔

پھر ایک آیت میں کافروں کی بیہودہ گوئی کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ ۫ وَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۚ﴿۵﴾ (سورۃ ص: 5) اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہی میں سے کوئی ڈرانے والا آیا، اور کافروں نے کہا یہ سخت جھوٹا جادوگر ہے۔

پس کبھی جھوٹا، کبھی جادوگر، کبھی کچھ اور کبھی کچھ اور کبھی کسی نام سے یہ کافر آپؐ کو پکارتے رہے اور آپؐ کے بارہ میں باتیں کہتے رہے اور مختلف رنگ میں استہزاء کرتے رہے۔ لیکن آپؐ کو صبر اور حمد اور دعا کی ہی اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی اور یہی تلقین اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی فرمائی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَمِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اَذًی کَثِیۡرًا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۷﴾ (آل عمران: 187) اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان سے جنہوں نے شرک کیا بہت تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً ایک بڑا اہمت کا کام ہے۔

اب ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔ کوئی کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ایسی باتیں تم سنو تو صبر کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مَیں نے گزشتہ خطبہ میں مثال دی تھی کہ کس طرح آپ نے ردّ عمل دکھایا۔ تو حقیقی ردّ عمل یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا لیکن اس کے لئے بھی تقویٰ شرط ہے۔ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اپنے عمل اور دعاؤں سے جو اس کا جواب دو گے تو وہی اس محبت کا صحیح اظہار ہے اور جب ہم دشمنوں کی باتیں سن کے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی دعاؤں سے خدائے ذوالانتقام کے آگے جھکیں گے تو ان دشمنانِ اسلام کے بدانجام کو بھی ہم دیکھیں گے۔ لیکن ہمارا اپنا تقویٰ شرط ہے۔

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بدظنی سے بچو

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہلِ عفت و دیں کا ہے پیشہ

تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے

وہی کرتا ہے ظنِ بد بِلا رَیب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب

وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہرگز بد نہ کہیو!
وہاں بدظنیوں سے بچ کے رہیو

اگر عشاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامَن

مگر مشکِل یہی ہے درمیاں میں
کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں

(درثمین صفحہ 156)

اداریہ

جری اللہ فی حلل الانبیاء
مسیح موعودؑ تمام انبیاء کے مظہر

قسط 1

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام آدمؑ بھی رکھا ہے۔ نوحؑ بھی رکھا ہے۔ موسیٰؑ بھی رکھا ہے۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ عیسیٰؑ۔ محمدؐ غرض بہت سے انبیاء کے نام ہم کو دیئے ہیں اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء جس میں یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعود تمام انبیاء گزشتہ کا مظہر ہے۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 392-393 ایڈیشن 1984ء)

یہ مضمون ایک الہام ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' میں بہت عمدہ معنوں میں بیان ہوا ہے۔ جس کے معانی ہیں کہ اللہ کا پہلوان انبیاء کے لبادے میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنے ایک منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے:

؎ میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

میں آج کوشش کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ مبارک سے یہ ثابت کروں کہ آپؑ کو انبیاء کے جن ناموں سے پکارا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی کیا وجہ تسمیہ بیان فرمائی ہے۔ چونکہ جو خصوصیات، اوصاف اور خوبیاں کسی نبی میں موجود ہوں تو اس کے متبعین کو بھی اپنے اندر وہ اوصاف روشن کرنے چاہئیں۔

لیکن وجہ تسمیہ بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کو یکجا کر دیا جائے جن میں آپؑ نے انبیاء کو مختلف ناموں سے پکارنے کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''نام تو وہی ہوتا ہے جو آسمان پر رکھا جاتا ہے کسی کے ظالم، کافر کہنے سے کیا بنتا ہے۔ زمینی ناموں کا آخر خاتمہ ہو جاتا ہے اور آسمانی نام ہی رہ جاتے ہیں۔ پس دنیا کے کیڑوں کے ناموں کی کیا پرواہ؟ اس نام کی قدر کرو جو آسمان پر نیک لکھا جاوے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 19 ایڈیشن 2016ء)

پھر اسی مضمون کے حوالہ سے آپؑ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ نبیوں کا ایک اور نام آسمان پر ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ آشنا بھی نہیں ہوتے اور بعض وقت جب وہ آسمانی نام دنیا میں پیش ہوتا ہے تو لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے مثلاً میرے ہی معاملہ میں خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم بھی رکھا ہے بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا نام تو غلام احمد ہے وہ اس راز کو سمجھ نہیں سکتے۔ یہ اسرار نبوت میں سے ایک بات ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 330 ایڈیشن 2016ء)

انبیاء کے اسماء کی وجہ تسمیہ

آدم، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

آپؑ فرماتے ہیں:

''میرا نام اس نے خلیفۃ اللہ رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ اس میں آدم میرا نام رکھا گیا ہے۔ یہ حقیقت اس الہام کی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 109 ایڈیشن 2016ء)

''میں دیکھتا ہوں کہ جیسے ظہر وعصر جمع ہوئے ہیں کہ ظہر آسمان کے جلالی رنگ کا ظل ہے اور عصر جمالی رنگ کا اور خدا تعالیٰ دونوں کا اجتماع چاہتا ہے اور چونکہ میرا نام اس نے آدم بھی رکھا ہے اور آدم کے لئے بھی یہ فرمایا ہے کہ اس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے یعنی جلالی اور جمالی رنگ دونوں اس میں رکھے اس لئے اس جگہ بھی جلال اور جمال کا اجتماع کر کے دکھایا۔

جمالی رنگ میں طاعون وغیرہ اللہ کی گرفتیں ہیں اور انہیں سب دیکھتے ہیں اور جمالی رنگ میں اس کے انعامات اور مبشرانہ وعدے ہیں اور پھر میری دانست میں اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ایک اور جمع کی خبر بھی رکھی ہے جس کی خدا نے مجھے اطلاع دی اور وہ یہ ہے کہ میری پیدائش میں میرے ساتھ ایک لڑکی بھی اس نے رکھی ہے اور پھر قومیت اور نسب میں بھی ایک جمع رکھی اور وہ یہ کہ ہماری ایک دادی سیدہ تھی اور دادا اصاحب اہل فارس تھے۔ اب بھی خدا نے اس قسم کی جمع ہمارے گھر میں رکھی کہ ایک صحیح النسب سیدہ میرے نکاح میں آئی اسی طرح جیسے خدا نے ایک عرصہ پہلے بشارت دی تھی اب غور تو کرو کہ خدا نے کس قدر اجتماع یہاں رکھے ہوئے ہیں ان تمام جمعوں کو خدا نے مصلحت عظیمہ کے لئے جمع کیا ہے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 406 ایڈیشن 2016ء)

''پھر آخری سورۃ میں شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم فرمائی ہے جیسے سورۃ فاتحہ کو اَلضَّآلِّيْنَ پر ختم کیا تھا۔ ویسے ہی آخری سورۃ میں خنّاس کے ذکر پر ختم کیا تا کہ خنّاس اور اَلضَّآلِّيْنَ کا تعلق معلوم ہو اور آدم کے وقت میں بھی خنّاس جس کو عبرانی زبان میں نحاش کہتے ہیں جنگ کے لئے آیا تھا اس وقت بھی مسیح موعود کے زمانہ میں جو آدم کا مثیل بھی ہے ضروری تھا کہ وہی نحاش ایک دوسرے لباس میں آتا اور اسی لئے عیسائیوں اور مسلمانوں نے باتفاق یہ بات تسلیم کی ہے کہ آخری زمانہ میں آدم اور شیطان کی ایک عظیم الشان لڑائی ہو گی جس میں شیطان ہلاک کیا جاوے گا۔ اب ان تمام امور کو دیکھ کر ایک خدا ترس آدمی ڈر جاتا ہے۔ کیا یہ میرے اپنے بنائے ہوئے امور ہیں جو خدا نے جمع کر دیئے ہیں۔

کس طرح پر ایک دائرہ کی طرح خدا نے اس سلسلہ کو رکھا ہوا ہے۔

وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر سورۃ فاتحہ کو جو قرآن کا آغاز ہے ختم کیا اور پھر قرآن شریف کے آخر میں وہ سورتیں رکھیں جن کا تعلق سورۃ فاتحہ کے انجام سے ہے۔ ادھر مسیح اور آدم کی مماثلت ٹھہرائی اور مجھے مسیح موعود بنایا تو ساتھ ہی آدم بھی میرا نام رکھا۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 30-31 ایڈیشن 2016ء)

ابراہیم، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

فرمایا:

''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلّی طور پر ہم کو عطا کیے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظلّ تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 69-70 ایڈیشن 2016ء)

جماعت میں سے ایک ہمارے مکرم دوست نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے متعلق دریافت کیا کہ آریہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

''ان لوگوں کے اعتراض کی اصل جڑ معجزات اور خوارق پر نکتہ چینی کرنا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں مبعوث کیا ہے کہ قرآن کریم میں جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء کے مذکور ہوئے ہیں ان کو خود دکھا کر قرآن کی حقانیت کا ثبوت دیں۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر دنیا کی کوئی قوم ہمیں آگ میں ڈالے یا کسی اور خطرناک عذاب اور مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق ضرور ہمیں محفوظ رکھے گا۔''

بعد اس کے خدا تعالیٰ کے تصرفات اور اپنے بندوں کو عجیب طرح ہلاکت سے نجات دینے کی مثالیں دیتے رہے اور اسی کے ضمن میں فرمایا۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے جب میں سیالکوٹ میں تھا۔ ایک مکان میں مَیں اور چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ بجلی پڑی اور ہمارا سارا مکان دھوئیں سے بھر گیا اور اس دروازہ کی چوکھٹ جس کے متصل ایک شخص بیٹھا ہوا تھا ایسی چیری گئی جیسے آرے سے چیری جاتی ہے۔ مگر اس کی جان کو کچھ بھی صدمہ نہ پہنچا لیکن اسی دن بجلی تیجا سنگھ کے شوالہ پر بھی پڑی اور ایک لمبا راستہ اس کے اندر کو چکر کھا کر جاتا تھا جہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تمام چکر بجلی نے بھی کھائے اور جا کر اس پر پڑی اور ایسا جلایا کہ بالکل ایک کوئلے کی شکل اسے کر دیا پھر یہ خدا کا تصرف نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک شخص کو بچا لیا اور ایک کو مار دیا۔ خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے وہ وعدہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا ہے۔

پس اسے کوئی مخالف آزمالے اور آگ جلا کر ہمیں اس میں ڈال دے آگ ہرگز ہم پر کام نہ کرے گی اور وہ ضرور ہمیں اپنے وعدہ کے موافق بچا لے گا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہم خود آگ میں کودتے پھریں۔ یہ طریق انبیاء کا نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ پس ہم خود آگ میں دیدہ دانستہ نہیں پڑتے۔ بلکہ یہ حفاظت کا وعدہ دشمنوں کے مقابلہ پر ہے کہ اگر وہ آگ میں ہمیں جلانا چاہیں تو ہم ہرگز نہ جلیں گے۔ اس لئے میرا ایمان تو یہ ہے کہ ہمیں تکلف اور تاویل کی ضرورت نہیں ہے جیسے خدا کے باطنی تصرفات ہیں ویسے ہی ظاہری بھی ہم مانتے ہیں بلکہ اسی لئے خدا نے اول ہی سے الہام کر دیا ہوا ہے کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 209-210 ایڈیشن 1984ء)

نوح، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

آپؑ فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کا نام بھی کشتی رکھا ہے۔ چنانچہ بیعت کے الہام میں اِصْنَعِ الْفُلْكَ ہی فرمایا ہے۔ صاف کہہ سکتا تھا کہ بیعت لے لو مگر یہ الہام بتاتا ہے کہ یہاں بھی نوح کے زمانہ کی طرح کچھ ہونے والا ہے۔ چنانچہ طاعون کے طوفان نے بتا دیا کہ یہ وہی طوفان ہے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں بھی ہے۔

واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم زِ کردگار
بیدولت آنکہ دور بماند زِ لنگرم

میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔ توحید سے مراد خدا تعالیٰ ہی کو اپنا مطلوب، مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کر لیا جاوے۔ موٹی موٹی بت پرستی اور شرک سے لے کر اسباب پرستی کے شرک اور باریک شرک اپنے نفس کو بھی سمجھا لینے تک دور کر دیا جاوے۔ جس میں دنیا گرفتار ہے۔

اور اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جس قدر قویٰ انسان لے کر آیا ہے ان کو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے مثلاً اگر کوئی ہاتھ کو بالکل کاٹ دے تو کیا اس سے کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ سچے اور کامل اخلاق یہی ہیں کہ

بقیہ صفحہ 5 پر

زرتشت منیر احمد خان۔ ناروے حال ورجینیا۔ امریکہ

’’یومِ مسیح موعود علیہ السلام‘‘

23 مارچ

پاکستان میں 23/ مارچ کا دن ’’یوم پاکستان‘‘ کے طور پر منایا جاتا ہے جبکہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ ہر سال 23/ مارچ کا دن ’’یوم مسیح موعود‘‘ کے طور پر مناتی ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اس دن پہلی بیعت لی گئی۔

بیعت کیا ہوتی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ان امور کو ذیل میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بیعت سے مراد انسان کا خدا تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو اس ہستی کے سپرد کر دینا ہے جو اس کی زندگی میں اصلاح نفس اور تقویٰ کے حصول کے لیے رہنمائی کرتی ہے بیعت اس عہد کو بھی کہتے ہیں جو انسان اپنی زندگی میں تبدیلی کے لیے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کرتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 29)

بیعت کا آغاز کب ہوا؟اس کے لیے جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں پہلی بیعت یعنی ’’بیعت عقبہ‘‘ کا ذکر ملتا ہے جو سنہ 12 نبوی میں اس وقت ہوئی جب کہ سردارانِ مکہ،رؤساءِ طائف اور قبائل عرب نے نہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو سختی سے ردّ کیا بلکہ آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر مظالم کی انتہاء کر دی۔ حج کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے۔منیٰ کے قریب آپ نے یثرب (مدینہ) سے آئے ہوئے افراد کو پہچان لیا یہ لوگ مدینہ کے دو بڑے قبائل اوس اور خزرج سے تعلق رکھتے تھے ان سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد کیا کہ کہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے۔ نہ چوری کریں گے اور نہ زنا کریں گے اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گے نہ بہتان طرازی کریں گے اور نہ ہی کسی معروف بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ آسائش میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُولو الامر سے نہیں جھگڑیں گے اور جہاں کہیں بھی ہم ہونگے حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(بخاری کتاب البیعیہ)

یہ بیعت تاریخ میں بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ جس مقام پر یہ بیعت لی گئی تھی وہ جگہ ’’عقبہ‘‘ کہلاتی تھی۔ یہ جگہ مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کے مطابق عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے:۔

ترجمہ: ’’اے نبی!جب تیرے پاس عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اور بیعت کرنے کی خواہش کریں اس شرط پر کہ وہ اللہ کا شریک کسی کو نہیں قرار دیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ ہی زنا کریں گی اور نہ ہی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی کوئی جھوٹا بہتان کسی پر باندھیں گی اور نیک باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی تو تُو ان کی بیعت لے لیا کر اور ان کے لیے استغفار کیا کر اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے

(الممتحنہ:13)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ بیعت لیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے مَس نہ ہوتا تھا۔

(بخاری)

جب اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے عاشق صادق حضرت امام الزماں علیہ السلام کا ظہور ہوا،نیک اور مخلص لوگوں نے آپ کو پہچان لیا اور پھر آپ سے درخواست کی کہ حضور! ہم سے بیعت لیں اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بیعت کے بارے میں ابھی تک اللہ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ہوا۔آپ کو الہام ہوا جس کے الفاظ مندرجہ ذیل تھے:۔اِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ وَاصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَوَحۡیِنَا اَلَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ ترجمہ: جب تو نے اس خدمت کے لیے قصد کر لیا تو خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے روبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔خدا کا ہاتھ ہو گا جو ان کے ہاتھوں پر ہو گا۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہر قسم کے لوگ اس جماعت میں شامل ہو جائیں۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ صرف وہ لوگ اس سلسلہ میں شامل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری اور نیکی کا مادہ ہو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت کا اعلانِ عام کر دیا اور یہ ہدایت فرمائی کہ احباب استخارہ مسنونہ کے بعد بیعت کے لیے حاضر ہوں یعنی پہلے دعا کریں،استخارہ کریں اور جب اطمینان ہو تو پھر بیعت کریں۔ آپ نے اسی سال ایک اشتہار شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا ’’تکمیل تبلیغ و گزارش ضروری‘‘،جس میں آپ نے بیعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

’’یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لیے ہے تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لیے برکت وعظمت و نتائج خیر کا موجب ہو‘‘

نیز فرمایا:

’’وہ (اللہ تعالیٰ)اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی‘‘

(تبلیغ رسالت جلد اوّل)

اسی طرح فرمایا:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو‘‘

(روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر خطبات دیئے تھے جو کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہمارے بھائیوں، بہنوں اور بچوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان خطبات کا بار بار مطالعہ کریں اور اپنی زندگیوں کو ان شرائط بیعت کے عین مطابق بنانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کی کتاب ’’کشتی نوح‘‘ کے مطالعہ کی تلقین بھی فرمائی تھی اس کے بھی بار بار مطالعہ کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچنے کے لیے کشتی تیار کرنے کا حکم دیا تھا اس کشتی میں سوار ہونے والے سب بچائے گئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نظام جماعت کی کشتی تیار کی ہے اس نظام میں شامل ہونے والے،اطاعت کرنے والے اور مسیحِ پاک کے ارشادات پر عمل کرنے والے سب احمدی مسلمان دجال کے تباہ کن مادّی طوفان اور دنیا میں پھیلی ہوئی وباؤں اور تیسری عالمگیر جنگ کے بد اثرات سے بچائے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

دعا کا تحفہ

ظاہری و باطنی بیماریوں سے بچنے کی دُعا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَالۡکَسَلِ،وَالۡجُبۡنِ وَالۡبُخۡلِ، وَالۡھَرَمِ،وَالۡقَسۡوَۃِ وَالۡغَفۡلَۃِ،وَالۡعَیۡلَۃِ،وَالذِّلَّۃِ وَالۡمَسۡکَنَۃِ،وَاَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡفَقۡرِ،وَالۡکُفۡرِ وَالۡفُسُوۡقِ،وَالشِّقَاقِ،وَالنِّفَاقِ،وَالسُّمۡعَۃِ وَالرِّیَاءِ،وَاَعُوۡذُبِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالۡبُکۡمِ،وَالۡجُنُوۡنِ وَالۡجُذَامِ، وَالۡبَرَصِ وَسَیِّءِ الۡاَسۡقَامِ

(مستدرک حاکم مطبوعہ بیروت کتاب الدعا جلد 1 صفحہ 531)

ترجمہ:اے اللہ!مَیں عاجز رہ جانے اور سستی سے تیری پناہ میں آتا ہوں بزدلی اور بخل سے بڑھاپے اور سخت دلی سے غفلت،غربت اور ذلت و مسکنت سے پناہ مانگتا ہوں اور مَیں غربت، کفر اور نافرمانی، دشمنی،نفاق،شہرت اور ریا سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ مَیں بہرے اور گونگے پن،پاگل پن، جذام، برص اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 149)

مرسلہ:عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مغفورہ درانی۔ روسلز ہائم، جرمنی

ہم یومِ مسیح موعود کیوں مناتے ہیں؟

23/مارچ کو ہم سب احمدی یومِ مسیح موعود بہت جوش اور جذبے سے مناتے ہیں۔ جلسے منعقد کیے جاتے ہیں تقاریر تیار کی جاتی ہیں منظوم کلام پڑھا جاتا ہے اور جسے اس تقریب میں کچھ پڑھنے کی سعادت حاصل ہو جائے اس کی خوشی کا عالم ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہم سب یومِ مسیح موعود کیوں مناتے ہیں؟

تو اس کا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ 23/مارچ کو ہماری جماعت کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی دفعہ اپنے ہاتھ پر بیعت لی۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو…‘‘

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 498)

ان الفاظ کی تشریح میں ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں اور ان سب انبیاء میں کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپؐ نے اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرتؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اس تک پہنچا جا سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے اس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپؑ فرماتے ہیں: ’’آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے‘‘

(خطبہ فرمودہ 9/مارچ 2012ء)

یومِ مسیح موعود منانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ کیا ہم ان دس بیعتِ شرائط پر عمل کرتے ہوئے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دین و دنیا سنوارنے والے بن رہے ہیں؟

کیا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو مدّ نظر رکھ کر دنیا والوں کو وہ پیغام پہنچانے میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں جو خدا نے اپنے نبی سے کیا تھا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘

ہمیں اپنا وہ کردار اور چہرہ دنیا کے سامنے رکھنا ہے جس میں ایسی مقناطیسی کشش ہو کہ لوگ خود آپ کی طرف کھچتے چلے آئیں کہ اس وقت دنیا میں صرف احمدی طبقہ ہی ہے جسے خدا کے بنائے ہوئے خلیفۂ وقت کے ذریعہ وہ روحانی خزائن ہر وقت ملتے ہیں جو خزائن بانٹنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وقتِ مقررہ پر حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا تھا آج دنیا بے چین ہے ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے کوئی راہنمائی کرنے والا نہیں آج ہم ہی ہیں جنہیں اپنی ذمے داری سمجھتے ہوئے خدا کے راستے کی طرف لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سعادت اور توفیق عطا فرمائی ہے اور یہ جو تمام ترقیات ہیں مثلاً یہ ڈیجیٹل رابطے یہ علم کی فراوانی یہ کمپیوٹر کی سہولت ہر قسم کی معلومات لمحوں میں ہمارے پاس ہوتی ہیں اس لیے یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں ان بے چین روحوں کو سکون دینے کے لیے اس راستے پر لے کر جانا ہے جہاں خدا مل جائے خدا کی رضا مل جائے۔

ہم یومِ مسیح موعود اسی یاد دہانی کے لیے مناتے ہیں کہ ہم جائزہ لیں کہ جو دوہری ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے بیعت کر کے (ایک تو اپنے آپ کو بیعت کی شرائط کا مصداق بنائیں اور دوسرے لوگوں کو اس درندہ نما دنیا کے چُنگل سے چھڑا کر عافیت کے حصار کی طرف لائیں) ہم اسے پورا کرنے کے لیے ہم کتنی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ علیہ السلام صدقِ دل سے ساری دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(از درثمین صفحہ 167)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے پیارے مسیح کے مددگار بن کر خدا کے حضور سُرخُرو ہونے والے ہوں ہر آنے والا دن ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے والا ہو اور ہمیں اپنی ذات کے جائزے لیتے ہوئے یوم مسیح موعود منانے والا بنائے۔ آمین

اپنے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر اپنے مضمون کا اختتام کرتی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔

(خطبہ جمعہ 23/ مارچ 2018ء)

آمین ثم آمین

بقیہ: جری اللہ فی حلل الانبیاء…… از صفحہ 3

جو قوتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں ان کو اپنے محل پر ایسے طور پر خرچ کیا جاوے کہ جس میں افراط اور تفریط پیدا نہ ہو۔ افراط یہ ہے کہ مثلاً جس کو قوت شامہ میں افراط ہو تو حدّت الحس کی مرض ہو جاوے گی اور پھر اس سے اور امراض شدیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ تفریط یہ ہے کہ اس کی حس بالکل ختم ہو جاتی ہے اور اعتدال یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے محل اور مقام پر رہیں اور یہی وہ درجہ اور مقام ہے جہاں اخلاق اخلاق کہلاتے ہیں اور اسی کو میں قائم کرنے آیا ہوں۔

روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتّب ہوتے ہیں اور یہ کیفیتیں ہیں جب تک پیدا نہ ہوں انسان سمجھ نہیں سکتا۔ مگر اصل غرض یہی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 296-297 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا: ’’میرے الہام میں جو اُجْھِزْ جَیْشِیْ ہے اس سے مراد طاعون ہی ہے اور ایسا ہی حضرت مسیح نے اپنی آمد کا زمانہ نوح کے زمانہ کی طرح قرار دیا ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وَاصْنَعِ الْفُلْکَ کا الہام ہوا اور لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْنَ بھی فرمایا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عظیم الشان طوفان آنے والا ہے اور پھر اس طوفان میں میری بنائی ہوئی کشتی ہی نجات کا ذریعہ ہو گی۔ اب طاعون وہی طوفان ہے اور خدا کا زور آور حملہ اور اس کی چمکار ہے یہی وہ سیف الہلاک ہے جس کا براہین میں ذکر ہوا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس کا کوئی نظام مقرر نہیں ہے کہ گرمی میں کم ہوتی ہے یا سردی میں۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہوں میں گرمیوں میں بھی اس کی کثرت میں فرق نہیں آیا۔ غرض اس کا علاج بجز استغفار اور دعا اور اپنے اعمال میں پاکیزگی اور طہارت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 288 ایڈیشن 2016ء)

داؤد، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہر اک نبی کی نسبت جو پہلے نبیوں نے پیشگوئیاں کیں ان کے ہمیشہ دو حصے ہوتے رہے ہیں۔ ایک بیّنات اور محکمٰت جن میں کوئی استعارہ نہ تھا اور کسی تاویل کی محتاج نہ تھیں اور ایک متشابہات جو محتاج تاویل تھیں اور بعض استعارات اور مجازات کے پردے میں محجوب تھیں۔ پھر ان نبیوں کے ظہور اور بعثت کے وقت جو اُن پیشگوئیوں کے محتاج تھے دو فریق ہوتے رہے ہیں۔ ایک فریق سعیدوں کا جنہوں نے بیّنات کو دیکھ کر ایمان لانے میں تاخیر نہ کی اور جو حصہ متشابہات کا تھا اس کو استعارات اور مجازات کے رنگ میں سمجھ لیا۔ آئندہ کے منتظر رہے اور اس طرح پر حق کو پا لیا اور ٹھوکر نہ کھائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا۔ پہلی کتابوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت دو طور کی پیشگوئیاں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ مسکینوں اور عاجزوں کے پیرایہ میں ظاہر ہو گا اور غیر سلطنت کے زمانہ میں آئے گا اور داؤد کی نسل سے ہو گا اور حلیم اور نرمی کام لے گا اور نشان دکھلائے گا اور دوسری قوم کی یہ پیشگوئیاں تھیں کہ وہ بادشاہ ہو گا اور بادشاہوں کی طرح لڑے گا اور یہودیوں کو غیر سلطنت کی ماتحتی سے چھڑا دے گا اور اس سے پہلے ایلیاء نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا اور جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے وہ نہیں آئے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 202 ایڈیشن 1984ء)

حضرت یحییٰؑ سے نسبت

حضرت اقدسؑ نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا۔ یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ اور فرمایا کہ:

اس میں ہم کو حضرت یحییٰ کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 71-72 ایڈیشن 2016ء)

حضرت سلیمانؑ نام رکھا

آپؑ فرماتے ہیں:

’’دیکھو! براہین احمدیہ میں باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے وہ تمام آیات جو حضرت مسیحؑ سے متعلق ہیں میرے لیے نازل کی ہیں اور میرا نام مسیح رکھا اور آدم، داؤد، سلیمان غرض انبیاء کے نام رکھے مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ جب تک خود اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر یہ راز نہ کھول دیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 122 ایڈیشن 2016ء)

(ابوسعید)

(باقی آئندہ کل ان شاء اللہ)

درثمین احمد۔ جرمنی

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد

امام الزماںؑ اور خلفائے عظام کے ارشادات کی روشنی میں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اہم مقاصد، توحید حقیقی کو قائم کر کے مخلوق کا تعلق اپنے خالق سے قائم کرنا، دین اسلام کو ازسرنو زندہ کرنا اور شریعت محمدیہ میں جو غلط باتیں رواج پا گئی تھیں ان کی اصلاح کر کے دوبارہ قائم کرنا تھا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام خدائی وعدوں کے مطابق اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدّد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تُو ان لوگوں کو بدانجام سے ڈراوے کہ جو بباعثِ پُشت در پُشت کی غفلت اور نہ متنبّہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا اُن مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ مَیں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 201-202 حاشیہ)

’’...اس زمانہ کے مجدّد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدّد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالفِ قرآن ہے دلائلِ قویّہ کے ساتھ توڑنا اور اُن پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کیلئے جو بغیر تائیدِ الٰہی دور نہیں ہوسکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دُور کرنے کیلئے ضرور تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 341)

انبیاءؑ کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض

انبیاء کی بعثت ایسے وقت میں ہوا کرتی ہے جب کفر و ضلالت اپنے عروج پر ہوتا ہے اور زمانہ بالطبع مصلح کا متقاضی ہوتا ہے۔ مصلح ربانی کی بعثت رحمت باراں بن کر روحانی خشکی کو تری میں بدلنے کا باعث بنتی ہے اور ہر طرف سرسبزی و شادابی کا پُرکیف منظر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں، نجات پائیں، حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں، اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ 8-9 ایڈیشن 2003ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعثت کی غرض یوں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہوگیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اِس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔ اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 9 ایڈیشن 1988ء)

بعثت کی دو اغراض یعنی اندرونی و بیرونی فتنوں سے اسلام کی حفاظت

’’یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اِس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہوگیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تامَیں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکاتِ سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کیلئے کیا سامان کر رہے ہیں اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اِس غرض کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اِس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہو گا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اُٹھائی مَیں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سُرخ ہو چکی۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔

دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کیلئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کیلئے۔ عمارت ہے تو دنیا کیلئے۔ بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کیلئے۔ دنیاداروں کے قرب کیلئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اُس سے تسلّی پاتا ہے۔

اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اُسے حاصل ہے؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ اُن حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور رُوح پیدا کی جاوے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اُس کی اَمَانِی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کیلئے ہے۔ اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اُن کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے۔

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 293-295)

’’اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ سو اے حق کے طالبو! سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے کس قدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہوگئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے ردّ کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو ردّ مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی

پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق اور فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو اور ایمانًا کہو کہ حضرت آدم سے لے کر تا ایندم اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیر نہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنے کرو جو ہو سکتے ہیں واقعات موجودہ کو نظرانداز مت کرو تا تم پر کھل جائے کہ یہ تمام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے جس سے ہر یک نبی ڈراتا آیا ہے جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدّد وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی ہی امت ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251-254)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقاصد کے بارے میں خلفاء کرامؓ کے اقوال

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ''ہزاروں ہزار مامور من اللہ دنیا کی ہدایت کو آئے اور ان سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ سید ولد آدم فخر الاولین و الآخرین افضل الرسل و خاتم النبیین حضرت محمد رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پھر کیسی رہنمائی فرمائی کہ ان کے ہی نمونہ پر ہمیشہ خلفاء امت کو بھیجتا رہا حتیٰ کے ہمارے مبارک زمانہ میں بھی ایک امام اس ہدایت کے بتلانے کیلئے مبعوث فرمایا اور اس کو اور اس کے اقوال کو تائیدات عقلیہ و نقلیہ و آیات ارضیہ و سماویہ سے مؤید فرما کر روز بہ روز ترقی عطا کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس طرح الٰہی ہاتھ ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے اور کس طرح آئے دن اس کے اعداء نیچا دیکھتے ہیں ...ہاں تو خدا کی ایک ممتاز جماعت ہمیشہ اپنے اقوال سے اس راہ کو بتلاتی اور اپنے اعمال سے نمونہ دکھلاتی ہے جس سے ابدی آرام عطا ہو۔''

(خطبات نور صفحہ 30 خطبہ فرمودہ 20/ اکتوبر 1899ء ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ نور اور ہدایت جو لوگوں کو خداوند کریم کی طرف سے دیا گیا تھا اور جس سے وہ ناواقف ہونے کی وجہ سے دشمنوں کا شکار ہوجاتے تھے دوبارہ دیا جائے۔ اسلام کو جو ضعف پہنچا ہے وہ نہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں میں علم کی کمی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ ان میں روحانیت کی بھی جو اسلام کی جان ہے کمی ہوگئی ہے ...اللہ تعالیٰ نے جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افضال اور انعام اور معارف اور حقائق کھولے ہیں اور جو صداقتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں وہ آپ کی کتب میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیے۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔''

(خطبات محمود جلد 5,6 خطبہ فرمودہ 15/ جون 1917ء صفحہ 486-487)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہمارے قادر و توانا خدا نے یہ جماعت ایک خاص مقصد کیلئے قائم فرمائی ہے اور سیدنا حضرت المہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہ ایمان مضبوط ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا عرفان حاصل ہو یہ عرفان الٰہی ہی ہے جس سے انسان کا ایمان بڑھتا ہے اور یقین مستحکم ہوتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ اس کی فلاح دارین اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہے اس کی تمام امیدیں اسکی رضا پر مرکوز ہوجاتی ہیں۔ ایسا صاحب عرفان و یقین انسان خود اعتمادی اور وثوق کے ساتھ اپنے مقصد کی جانب بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے روشن نشانات اس کے سامنے موجود ہوتے ہیں اور اس کا ارادہ مضبوط اور عزم راسخ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور الٰہی انعامات کا ذاتی تجربہ حاصل کرتا ہے جس سے اس کا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین اور قوی ہوجاتا ہے... حضرت المہدی علیہ السلام ہمیں نور دینے آئے تھے۔ تا کہ ہم سچے ایمان کا نور اپنی ذات میں مشاہدہ کر سکیں۔''

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 106-107 خطبہ 8/ مئی 1970ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں ایک اور کشتی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ یہ کشتی بھی خدا کی آنکھوں کے سامنے بنائی گئی اور خدا تعالیٰ کی ہدایات کے تابع تشکیل دی گئی۔ وہ کشتی آپ ہیں یعنی جماعت احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ تو ایک کشتی تیار کر۔ وہ کشتی کیا ہے؟ وہی جماعت احمدیہ جس میں شامل ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ تمام دنیا کی ہلاکتوں سے تم محفوظ کئے جاؤ گے ... وہ کشتی جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو عطا ہوئی جو پہلے ایک تعلیم کی شکل میں ظاہر ہوئی اور پھر اس تعلیم نے جماعت کا روپ دھار لیا اور ایک جماعت کی شکل میں وہ آج دنیا میں موجود ہے اور دنیا کے ہر ملک میں اس کشتی کے نمونے بن رہے ہیں۔''

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 272 خطبہ جمعہ 13/ مئی 1983ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں اور ان سب انبیاء میں کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اس تک پہنچا جاسکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے اس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپؑ فرماتے ہیں: ''آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے۔''

(خطبہ فرمودہ 9/ مارچ 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 30/ مارچ تا 5/ اپریل 2012ء)

جماعت احمدیہ 23/ مارچ کو یوم مسیح موعود نہ صرف لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلانے، اس کی نعمتِ عظمیٰ کا چرچا کرنے اور اس نعمت کے ملنے کی خوشی میں مناتی ہے بلکہ وہ یہ دن اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دن کے طور پر بھی مناتی ہے۔ تا دس شرائط بیعت کے اس عہد کو پھر سے تازہ کریں اور اپنی زندگی میں اس روز کی بیعت توبہ کے مطابق ایک تبدیلی پیدا کریں تا اسلام کا انقلاب جلد رونما ہو۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 23/ مارچ 2012ء میں فرماتے ہیں: ''پس ہر سال جب 23/ مارچ کا دن آتا ہے تو ہم احمدیوں کو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ آج ہم نے یوم مسیح موعود منانا ہے، یا الحمدللہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جماعت کے آغاز کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دعویٰ سے ہم نے آگاہی حاصل کر لی ہے، اتنا کافی نہیں ہے، یا جلسے منعقد کر لئے ہیں، یہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس بیعت کا حق ادا کیا ہے؟ آج ہمارے جائزہ اور محاسبہ کا دن بھی ہے۔ بیعت کے تقاضوں کے جائزے لینے کا دن بھی ہے۔ شرائط بیعت پر غور کرنے کا دن بھی ہے۔ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ شرائط بیعت پر عمل کرنے کی کوشش کے لئے ایک عزم پیدا کرنے کا دن بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے پر جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار تسبیح و تحمید کا دن ہے وہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں لاکھوں درود و سلام بھیجنے کا دن ہے۔''

(خطباتِ مسرور جلد 10 صفحہ 174-175 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''آپ علیہ السلام نے تو نئی زمین اور نیا آسمان بنایا اور کئی انسانوں کی کایا پلٹ کر بتایا کہ یوں نئی زمین اور نئے آسمان بنتے ہیں۔ آپ نے تو نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کر کے دکھایا اور بہت سارے نمونے ہم نے دیکھے، ہم نشانات دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں، اور پڑھتے بھی ہیں۔ اپنے بزرگوں کی حالتوں کو دیکھ کر، ان سے سن کر مزید ایمانوں میں تازگی بھی پیدا ہوتی ہے ... اب یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی جماعت کا حصہ بن کر آپ علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہم کیا کوششیں کر رہے ہیں کہ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کریں۔ کیا صحابہ نے جو اسلام کی حقیقی تعلیم اپنائی اور اس کا اظہار کر کے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا وہ معیار ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے نفسوں میں اتنا تغیر اور تبدیلی پیدا ہو گئے ہیں کہ لوگ کہہ اٹھیں کہ یہ تو بالکل بدل گئے ہیں۔ انہوں نے نیا آسمان اور نئی زمین بنا ڈالی ہے۔ پس ہم نے اگر اس بات کی دلیل دینی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح نئی زمینیں اور نیا آسمان بنایا تو اس کا سب سے بڑا ثبوت ہماری ذات ہونی چاہئے۔ توحید کا قیام ہماری اوّلین ترجیح ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے میں ہماری کوشش ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف ہماری توجہ رہنی چاہئے۔ ہم صرف اعتقادی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوں بلکہ عملی تبدیلیاں بھی ہمارے اندر نظر آئیں اور جیسا کہ میں نے کہا لوگ کہیں کہ یہ تو کوئی بالکل اور انسان ہوگیا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 26/ جون 2015ء صفحہ 7)

نیز فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔ آمین''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ مارچ 2018ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13/ اپریل 2018ء صفحہ 9)

ناصرہ احمد۔ کینیڈا

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

ابتدائے آفرینش سے خدا تعالیٰ کی سُنت ہے کہ جب بھی اس کی مخلوق گمراہی کے رستے پر گامزن ہو جاتی ہے تو رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اپنی مخلوق کی بھلائی کے لیے اس پرُ آشوب دور میں مامورین اور مرسلین کو اس گمراہی کے سدّ باب کے لیے مبعوث فرماتا ہے اور ایک نئے آسمان اور زمین کی داغ بیل ڈالی جاتی ہے، ایک بیج خُدا کے ہاتھ سے بویا جاتا ہے اور آسمانی پانی کے ذریعے اس کی آبیاری کی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ ایک ثمر آور درخت بن جاتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال ایک کھیتی کی طرح دیتا ہے، یعنی جس نے پہلے تو اپنی روئید گی نکالی اور پھر اس کو آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعے سے مضبوط کیا، اور وہ روئید گی اور مضبوط ہوگئی پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہوگئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگی۔

جس طرح اوّلین انبیأ کے دور میں آخرین کے دور کی خبر دی گئی اور تدریجاً قوموں نے ترقی حاصل کیا اسی طرح آنحضرت ﷺ نے آخرین کے دور کے لیے دین حق کی ترقی کی بشارات دیں کہ اگر ایمان ثُریا ستارے پر پہنچ گیا ہو گا اور ایک فارسی النسل اسے زمین پر لائے گا، یعنی مسیح موعود کے ذریعے دین حق کی ترقی کا غلبہ ہو گا۔

پس الٰہی نوشتوں کے ماتحت حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے ذریعے دین حق کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کا تعلق مُغل برلاس قبیلہ سے تھا جو ایک فارسی النسل قبیلہ تھا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کی یہ پیش خبری پوری ہوئی کہ آنے والا مسیح فارسی النسل ہو گا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مورث اعلیٰ مرزا ہادی بیگ ثمرقند سے پنجاب تشریف لائے اور موجودہ شہر قادیان آباد کیا جس کا نام انہوں نے اسلام پور رکھا، مگر وقت کے ساتھ قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا جو بدلتے بدلتے قادیان کے نام میں بدل گیا، حضورؑ کے پر دادا اس زمانے کے بہت بڑے خود مختار رئیس تھے جن کی عملداری میں اٹھاون گاؤں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ بچپن سے غور وفکر کی عادت رکھنے والے، تنہائی پسند، کم گو، ہر وقت ذکر الٰہیٰ میں مصرف رہنے والے تھے آپؑ کے والد صاحب اکثر متفکر ہو کر کہتے کہ تمہارا بڑا فکر ہے تم کس طرح گزارہ کرو گے، والد صاحب کے بار بار کہنے پر جواب دیتے کہ جو مالک الملک اور احکم الحاکمین کا ملازم ہو اسے اسے ملازمت کی کیا پرواہ اس پر آپؑ کے والد آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے۔

جس دور میں مسیح الزماں نے قدم رکھا مسلمان اسلامی تعلیمات سے اس قدر دُور جا پڑے تھے غیر اللہ کے نام دُہائی ہر جگہ دی جاتی تھی، بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ اس دور کے بزرگ شاعر مولانا اطاف حسین حالی اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

سو ایسے انتہائی مایوس کن پرُ آشوب دور میں حالات نے گواہی دی کہ احیائے اسلام کا کام اسی نہج پر ہوسکتا ہے جس طریق پر اسلام کا آغاز ہوا، اور ازل سے یہی مقدر تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: اے مسلمانو! تم کس قدر خوش قسمت ہو گے اس وقت جب تم میں ابن مریم نازل ہو گا اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہو گا۔

پھر ایسے بگڑے ہوئے حالات اور بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کی خاطر عین ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بے یارومددگار نہ چھوڑا اور وعدوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو امام مہدی مبعوث فرما کر قادیان جیسی گمنام بستی کو ایک مقدس برکتوں والی بستی کا شرف بخشا۔ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیحا کا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پھر اپنے ظہور کی صداقت میں فرمایا: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اسی نے مجھے نبی کا نام دیا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کا نام دیا ہے اس نے میری تصدیق میں بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جن کی تعداد تین لاکھ تک پہنچتی ہے۔
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن صفحہ 502-503)

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقوی اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا تا کہ دوبارہ دنیا میں علمی، عملی، اخلاقی، ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت، نیچریت، اور دہریت اور شرک، اباحت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔
(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن صفحہ 251 جلد 5)

اس پرشوکت اعلان کا ہونا تھا کہ غیر مذاہب تو کجا خود مسلمانوں کی طرف سے اس مامور من اللہ کی وہ مخالفت ہوئی کہ جو اللہ رسولوں کے ساتھ قدیم سے سُنت ہے۔ آپؑ پر کفر کے فتوے لگائے گئے، واجب القتل قرار دیئے گئے، جھوٹے مقدمات میں الجھایا گیا، غرض ذلیل و رسوا کرنے کا کوئی ہتھکنڈا نہ چھوڑا۔ مگر اس قادر و قیوم آقا نے ہر ہر قدم پر آپ کو اپنی نصرت سے نوازا اور تسلیوں اور وعدوں سے اپنے آپ کو ظاہر کیا اور آپؑ نے بھی اپنی تمام اعلیٰ لذات کو اس خدائے قیوم کی ذات میں پایا اور دنیا کے مصائب کی کچھ بھی پروانہ کی۔ ایک طرف تو آپ اسلام کی حقانیت، قرآن کی فضیلت اور آنحضرت ﷺ کی صدقت کو ثابت کرنے کے لیے عقلی و تحقیقی جوابات دینے میں مصروف رہے دوسری طرف اپنے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے دلائل و براہین اور مشاہدات و معجزات کے انبار لگادیئے۔ اسلام کے اس تاریک دور میں آپ ہی وہ بطل جلیل تھے جنھوں نے دنیا بھر میں یہ منادی کر دی کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے اور زندہ کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ اس زندہ خدا کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں کثرت قبولیت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے، میں حلفاً کہتا ہوں کہ میری تیس ہزار کے قریب دعائیں پوری ہو چکی ہیں کوئی نہیں جو ان کا مقابلہ کر سکے۔ (ضرورۃ الا امام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 497)

آج سے سو سال قبل کا اندازہ کریں تو خیال آتا ہے کہ کہاں تو عیسائی پادری اور آریہ سماج کے لیڈر اور مسلمان علما نے گلی کوچوں میں شور مچایا ہوا تھا اور اسلام کے خلاف طرح طرح کے ٹریکٹ شائع کرتے اور سادہ لوح عوام کو بے وقوف بناتے اور کہاں قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں ایک حجرے میں بیٹھا ہوا انسان اپنے قلمی جہاد کے ذریعے سے سب مخالفین کو للکارتا ہے اور اعتراضات کرنے والوں کو دندان شکن جواب دیتا ہے۔

مخالفین نے ہر طرح کا زور لگالیا اور ساری تدابیر اختیار کر لیں کہ یہ آواز کسی طرح دب جائے اسے کچل دیا جائے، مگر کوئی مخالفت اس رستے کی دیوار نہ بن سکی۔ خدائے قدوس نے اپنے مہدی موعودؑ کو خود یہ خوش خبری دی کہ تم خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا بیج ہو جو زمین میں بویا گیا، یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا، پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا وہ پودا ہے، جس کے اموال اور نفوس میں خدائے ذوالجلال نے برکات اور ترقیات مقدر کر دیں، جماعت پر اللہ کے فضل سے ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ خدا کے ہاتھ نے اپنی دستگیری نہ کی ہو۔ گھبراہٹ کا اس جماعت کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ خدا نے اپنے بندے کو خود آگے بڑھ کر گود میں اُٹھالیا اور متکفل ہو گیا۔

آپؑ کے والد صاحب کی وفات پر بشری تقاضا سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب کیسے گزارہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا کہ، الیس اللّٰہ بکاف عبدہ، کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے ایسا متوکل اور والی ہوا کہ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ،

ایک وقت تھا کہ دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑے میرا کھانا ہوتا تھا اب میرے دسترخوان پر خاندانوں کے خاندان کھانا کھاتے ہیں۔

مسیح و مہدئ دوراں کی جماعت دکھی انسانیت کی امتیازی شان کے ساتھ خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ مجلس نصرت جہاں، کے تحت بے شمار اسپتال اور اسکول افریقہ میں روحانی اور جسمانی شفأ کا باعث بن رہے ہیں اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ اپنے بہترین طریقہ کار کی بدولت مختلف اسپتالوں، فوڈ بنک، میٹھے پانی کی ترسیل، خدمت کی توفیق پا رہی ہے آج وہ زمانہ ہے کہ لاکھوں لوگ مسیح کے لنگر سے سیر یاب ہوتے ہیں، یہ لنگر دنیا کے ہر ملک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے جاری و ساری ہیں۔ عقل رکھنے والوں کے لیے اس میں نشان ہیں پس جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ وہ اکیلی آواز جو قادیان کی گمنام بستی سے اٹھی تھی آج وہ دنیا کے 212 ممالک میں پھیل چکی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جماعت کا ہر قدم بعینہ قرآنی احکامات کے مطابق اُٹھ رہا ہے وہ آواز جو اکیلی تھی آج وہ ایک سے دو میں اور دو سے چار اور سیکڑوں ہزروں لاکھوں کروڑوں میں تبدیل ہوئی اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی برکت سے شش جہات میں امن و محبت کا پیغام لیے روحوں کی سیرابی کا باعث بن کر گونج رہی ہے۔

کنارے گونج اٹھے ہیں زمین کے جاگو
کہ اک کروڑ صدا اک صدا سے اٹھی

محمد انور شہزاد

مصلح عالم مسیح محمدی کی اعجازی برکات

حضرت مسیح پاکؑ کی قوت قدسیہ کی بدولت لقائے الٰہی و دیدار الٰہی

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین درحقیقت مذہب کی بنیاد اور روحانیت کا مرکزی نقطہ ہے۔اس کے بغیر مذہب کا تصور ہی کالعدم ہوجاتا ہے۔ اسلام نے خداتعالیٰ کی ہستی کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔اس خدا کا دیدار اس دنیا میں ممکن ہے۔لیکن افسوس کہ جب اس دور آخرین میں مسلمانوں پر عقائد و اعمال میں کمزوری کا دور آیا تو مجیب الدعوات زندہ خدا پر ان کا ایمان اٹھ گیا۔اللہ تعالیٰ کی لقاءاور وحی والہام کے منکر ہوگئے۔کوئی نہ تھا جو خدا تعالیٰ کے زندہ کلام کی بات کرتا۔ اس انتہائی تاریکی اور مایوسی کے عالم میں قادیان کی گمنام بستی سے یہ نعرۂ توحید بڑے جلال سے بلند ہوا

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یہ پرشوکت اعلان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کا تھا۔آپ نے دل شکستہ مسلمانوں کو یہ نوید سنائی کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جس کی پیاری صفات حسنہ میں سے کوئی صفت بھی مرور زمانہ سے معطل نہیں ہوتی۔وہ آج بھی سنتا ہے جیسے پہلے سنتا تھا۔وہ آج بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:’’زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔زندہ خداوہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ ملہَم کرسکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ ملہِم کو دیکھ سکیں۔سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتاہوں کہ یہ زندہ خدااسلام کا خدا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات مطبوعہ لندن 1984ء جلد2 صفحہ311) آپ علیہ السلام نے اپنی ذات اور ذاتی تجربہ کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے دنیا کو یہ خوشخبری عطا کی کہ دیکھو خدانے مجھے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:’’آؤ! میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔وہ اسلام کے ساتھ ہے۔اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھااور پھر چپ ہوگیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 62)

آپ علیہ السلام کا یہ اعلان ایک انقلاب آفرین اعلان تھا جس نے مذہب کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یہ نقیب اور شاہد ایک مقناطیسی وجود ثابت ہوا جس کی طرف سعید فطرت لوگ قافلہ درقافلہ آنے لگے اور اس وجود کے فیضان سے سیراب ہوکر باخدا انسان بن گئے۔یہ وہ گروہ قدسیاں تھا جو ایک عالم کے لئے خدانمائی کا وسیلہ بن گیا۔آپ علیہ السلام نے ایسے خدا نما قدوسیوں کا ایک گروہ کثیر دنیا کو عطافرمایا جن کے زندگی بخش تجربات ہمیشہ نسلِ انسانی کے لئے خدانمائی کے راستوں کو منور کرتے رہیں گے۔ان ہزاروں مثالوں میں سے چند ایک بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مجھ سے بھی کلام کرتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ عبدالعلی اخواندزادہ نے مستونگ کے ایک بڑے مجمع میں علی الاعلان آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا سارے صوبہ سرحد میں آپ کو کوئی روحانی پیر نہیں ملا جو آپ نے پنجاب جاکر ایک پنجابی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی ہے؟حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے برجستہ فرمایا دراصل بات یہ ہے اخواندزادہ صاحب مجھ سے میرا خدا گم ہوگیا تھامیں ہرمذہب میں اس کو ڈھونڈتا رہا۔ہر مذہب مجھے پرانے قصوں کی طرف لے جاتا۔میں ہرایک سے پوچھتا کہ وہ خدا اب بھی بولتاہے؟ تو وہ کہتے اب نہیں بولتا۔میں مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں سے ہرایک کے پاس گیا،تو انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب خدا نہیں بولتا۔وحی کادروازہ مطلق بند ہے۔تب میں اس نتیجے پر پہنچا کہ خدا حقیقت نہیں ہے بلکہ ایک فلسفہ ہے۔جو پرانے قصوں پر منحصر ہے،ورنہ اللہ تو وہ ہونا چاہیے،جس کی تمام صفات حسنہ کی کان ہو کوئی صفت بھی معطل نہ وہو۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پہلے بولتا تھااور اب اس کی صفت تکلم پر مہر لگ جائے۔میں عنقریب دہریہ ہونے والا تھا۔پیچھے سے ایک نرم ہاتھ نے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: کیوں محمد الیاس کیا بات ہے۔کیوں پریشان ہے۔میں نے کہا کہ خدا کی حقیقت معلوم ہوگئی۔وہ ایک فلسفہ ہے۔حقیقت میں نہیں ہے کیونکہ جس سے پوچھتا ہوں وہ یہی کہتاہے کہ خدا پہلے بولتا تھا۔اب نہیں بولتا۔اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھے اور کہا آؤ! میں تمہیں بتاتا ہوں۔وہ خدا اب بھی بولتاہے۔شرط یہ ہے کہ تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو کیونکہ میں خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی ہوں وہ خدا تم پر بھی نازل ہوجائے گا۔اگر چاہے تو تم سے بھی کلام کرے گا۔اب عبدالعلی اخواندزادہ صاحب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مجھ سے بھی کلام کرتاہے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کوئی ہے جو دعوی سے کہے کہ خدا اس سے بولتاہے؟ تمام مجمع پرسناٹا چھا گیا اور کچھ دیر خاموشی رہی اور کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو مولوی صاحب نے فرمایا: میں ایسے مسلک اور ایسے فرسودہ اسلام کو جو صرف رسوم وبدعات کا اسلام رہ گیا ہے کیا کروں ؟ جس میں خدا کلام نہیں کرتا اور کیوں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام کو قبول کروں جو حقیقی اسلام ہے جس سے خدا ملتاہے اور پیار ومحبت سے کلام سے نوازتاہے۔

(حیات الیاس مصنفہ عبدالسلام خان صفحہ 118)

صادق! یقین کرو یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں 1917ء میں جب جنگ عالمگیر اپنے پورے شباب پر تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجھے حکم دیا کہ تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان جاؤ۔عورتوں نے حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی حضور سمندری سفر خطرے سے خالی نہیں۔لوگ گیہوں کی طرح پِس رہے ہیں۔اگر حضرت مفتی صاحب کو ابھی روک لیا جائے تو بہتر ہے۔اس کے جواب میں حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گیہوں چکی میں پسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔مگر ان میں سے بھی کچھ اوپر رہ جاتے ہیں جو نہیں پستے۔تو یہ مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں پسنے والے نہیں۔جب ہمارا جہاز بحرہ روم میں داخل ہوا تو جہاز کے کپتان نے جہاز کے تمام مسافروں کو اوپر ڈیک پر بلایا اور ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔یہ سمندر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔۔معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔اگر ایسا ہوا تو جہاز کے ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجے گی۔چنانچہ کپتان نے سیٹی بجا کر سنائی۔پھر کہا کہ جب یہ سیٹی بجے تو یہ کشتیاں جو جہاز کے دونوں طرف لٹک رہی ہیں۔آپ لوگوں کے لئے ہیں پھر اس نے نام بنام کشتیوں کے نمبر بتائے اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ایسے موقعہ پر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جائیں۔پھر یہ کشتیاں جہاں کہیں آپ لوگوں کو لے جائیں آپ کی قسمت۔ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتے۔کپتان کے اس لیکچر کو سننے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا اور اس خطرے سے بچنے کے لئے اللہ کریم سے گڑگڑا کر دعا کی۔اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے کمرے میں کھڑا ہوا ہے اور مجھے انگریزی میں کہتا ہے۔صادق! یقین کرو یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا۔اس خوشخبری کو پاکر میں نے تمام مسافروں اور کپتان کو اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا۔ہمارا جہاز ساحل انگلستان پر سلامتی سے پہنچ گیا۔کئی جہاز ہمارے سامنے آگے پیچھے دائیں بائیں ڈوبے اور جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں مگر خداوند تعالیٰ نے ہمارا جہاز سلامت پہنچا دیا۔

(کتاب لطائف صادقؓ 130-131 کتاب حضرت مفتی محمد صادقؓ 166-167)

تم اس کمیٹی کے سربراہ ہو

چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ افریقہ میں تشریف لائے تو مجھے بھی حضور رحمہ اللہ کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔وہاں سیرالیون میں ایک بزرگ احمدی جن کا نام علی روجرز تھا وہاں کی جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ احمدی کیسے ہوئے۔کہنے لگے کہ میں تو خدا کا نشان دیکھ کر احمدی ہوا ہوں۔میرے پوچھنے پر بتایا کہ جب مولانا نذیر احمد صاحب علی ہمارے گاؤں میں پہلی بار آئے تو اُن کی ایک غیر از جماعت مولوی سے لوگوں کے سامنے احمدیہ عقائد پر گفتگو ہوئی جس کو سن کر مولوی نے فتوی دیا کہ آپ کافر ہیں۔جب وہ اجلاس منتشر ہوا تو شام پڑ چکی تھی۔میں نے دیکھا کہ حضرت مولوی صاحب نے ایک دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا میں آج رات آپ کے ہاں بسر کرسکتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ نہیں آپ کافر ہیں۔پھر دوسرے گھر گئے تو وہاں سے بھی ایسا ہی جواب ملا پھر انہوں نے تیسرا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے بھی رات ٹھہرانے سے انکار کر دیا۔میں یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔مجھے ان پر ترس آیا کہ چلو یہ شخص کافر ہی سہی پر انسان تو ہے میں ان کو اپنے گھر ٹھہرا لیتا ہوں۔چنانچہ اپنے گھر لے جانے کی نیت سے جب ان سے پوچھا تو وہ جنگل کی طرف جارہے تھے۔میں نے انہیں اپنے گھر ٹھہرنے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ نہیں اب میں نے رات جنگل میں ہی بسر کرنی ہے اور دعا میں گزارنی ہے۔چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔جنگل میں پہنچ کر انہوں نے ایک جگہ سے پتے وغیرہ صاف کرکے اپنی چادر بچھادی اور اس پر نماز پڑھنی شروع کردی نماز میں ان کی رقت اور انہماک دیکھ کر میں حیران ہوتا رہا کہ اس شخص کو اتنی سخت

کیا تکلیف ہے۔ پھر انہیں سخت درد گردہ شروع ہوگئی۔ میں نے کہا کہ گھر چلتے ہیں شاید کوئی اسپرو وغیرہ مل جائے۔ لیکن انہوں نے کہا میں اسی تکلیف کی حالت میں دعا کروں گا۔ پھر حضرت مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ ابھی خدا نے مجھے کشفاً بتایا ہے کہ جس جگہ تم بیٹھے ہوئے ہو وہاں ایک جماعت کا سکول ہے اس سکول کا انتظام چلانے والی ایک کمیٹی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ تم اس کمیٹی کے سربراہ ہو۔ یہ بیان کرتے ہوئے علی روجرز صاحب پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ بعد میں ہمارے علاقہ میں احمدیت پھیلی اور عین اسی جگہ پر جہاں حضرت مولوی صاحب نے درد اور شکستہ دلی کے ساتھ رات گزاری تھی آج ہمارا سکول ہے اور اس کی انتظامیہ کمیٹی کا میں صدر ہوں پھر فرمایا کہ ہم تو زندہ خدا کا نشان دیکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔

(کتاب چوہدری ظہور احمد باجوہ مرتبہ حنیف محمود صفحہ 138-139)

مجید کو کہو کہ پرچوں پر رول نمبر تو لکھ آئے

عبدالمجید صاحب سیال بی اے ایل ایل بی بیان کرتے ہیں کہ 1943ء کا ذکر ہے کہ مجھے میٹرک کے امتحان میں شریک ہونا تھا۔ لیکن 5-6 سال کا طویل عرصہ بے حد مصروف گزر جانے کے باعث میری ہمت جواب دے رہی تھی اور میں عجیب قسم کی ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا۔ ان دنوں میری رہائش بیت الظفر کوٹھی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب میں تھی اور حضرت مولوی (شیر علی) صاحبؓ Guest House میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کے ساتھ قرابت، نیز مہربانی وتلطف کے تعلق خاص کی وجہ سے ان کو میرے تمام حالات کا بخوبی علم تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ میں میٹرک کے امتحان میں ضرور شریک ہوں۔ چنانچہ آپ کے ہمت دلانے پر میں نے لیٹ فیس کے ساتھ داخلہ بھیج دیا۔ آپ نے مجھے تاکید فرمائی کہ جب پہلا پرچہ ہو جائے تو مجھے بتانا کیسا ہوا ہے۔ میں ان شاءاللہ دعا کروں گا۔ تم بغیر کسی فکر کے دلجمعی کے ساتھ امتحان دیتے جاؤ۔ جب میں انگلش کا پرچہ دے کر آیا تو نہایت مایوسی کے لہجہ میں حضرت مولوی صاحب سے ذکر کیا کہ صرف دو چار نمبر کا پرچہ کر سکا ہوں۔ آپ اس وقت اپنے گھر کے چبوترہ پر تشریف رکھتے تھے۔ میری کارگزاری سن کر مسکرائے اور فرمایا میں نے تمہارے لئے خاص طور پر دعا کی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ ''مجید سے کہو کہ پرچوں پر رول نمبر تو لکھ آئے باقی ذمہ داری ہم لے لیں گے۔'' نیز یہ بھی فرمایا جب تک نتیجہ نہ نکلے اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے تمام پرچے نہایت ہی خراب ہوئے تھے جن میں سے کسی ایک میں بھی کامیابی کی امید نہیں تھی۔ لیکن میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب میٹرک کا نتیجہ نکلا تو میں 444 نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صفحہ 253-254)

ڈھونڈو! تو خدا کو پا لو گے

حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب جالندھریؓ اپنے زندہ خدا کے لطف وکرم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: 1908ء میں جب میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھا تو میرے ساتھ ہندو، مسلمان اور چار پانچ عیسائی بھی ایس۔اے۔وی کلاس میں ٹریننگ حاصل کرتے تھے۔ ان عیسائیوں میں ایک پٹھان کا لڑکا یوسف جمال الدین بی۔اے ہیڈ ماسٹر مشن اسکول جالندھر بھی تھا۔ ان عیسائیوں نے مجھے عصرانہ پر مدعو کیا اور کہا کہ آپ نے اچھا کیا کہ سکھوں کا مذہب ترک کر کے اسلام اختیار کیا۔ اب ایک قدم اور آگے بڑھاؤ اور عیسائی بن جاؤ۔ ٹرینڈ ہو کر آپ کو مسلمانوں سے کیا تنخواہ ملے گی۔ ہم تو جاتے ہی تین تین صد روپے تنخواہ پر متعین ہو جائیں گے۔ مسلمانوں سے آپ کو 50-60 یا سو روپے ماہوار ملے گا۔ میں نے کہا کہ میں زندہ خدا کا شائق ہوں۔ اگر تم زندہ خدا سے میرا تعلق پیدا کر دو تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ یوسف جمال الدین نے پوچھا کہ زندہ خدا سے کیا مراد ہے۔ میں نے کہا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو کھولا جائے گا۔ ڈھونڈو! تو خدا کو پا لو گے اور قرآن مجید میں بھی لکھا ہے کہ بحالت اضطرار دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے اگر یہ نعمت عیسائیت میں دکھا دو تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ طلبہ نے کہا کہ وید، انجیل اور قرآن مجید کے بعد الہام ووحی کا دروازہ بند ہے۔ اب الہام نہیں ہو سکتا۔ میرے دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا تو ہے لیکن بولتا نہیں۔ میں نے کہا جو ذات سنتی اور دیکھتی ہے وہ بول بھی سکتی ہے۔ پہلے سوال کے متعلق میں نے کہا کہ ابھی اس مجلس میں مجھے الہام ہوگیا ہے کہ پہلے سوال بتادیا جائے گا۔ طلبا نے کہا کہ ہم نے تو الہام نہیں سنا، میں نے کہا کہ تمہارا خون خراب ہوگیا ہے اسے قادیان میں درست کرالو تو تم کو بھی الہام کی آواز سنائی دے گی۔ دوسرے تیسرے روز رات کو سونے کے لئے سرہانے پر سر رکھتے ہی لگا تھا کہ کشفی حالت میں مجھے ریاضی کا پرچہ دکھایا گیا جسے میں نے پڑھ لیا مگر مجھے صرف پہلا سوال ہی یاد رہا۔ جسے میں نے نوٹ کرالیا تین ہفتہ کے بعد ہمارا سہ ماہی امتحان ہوا اور اس میں ریاضی کا پہلا سوال وہی تھا جو میں نے بتایا تھا۔ یہ دیکھ کر یوسف وغیرہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے۔ ایک شخص عبدالحمید (ایم۔اے) سکنہ کٹڑہ بھنگیاں امرتسر بہر یہ تھا وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہوگیا۔ اس کی تحریر میرے پاس موجود ہے۔ ایک شخص ممتاز علی نے کہا کہ یہ اتفاق ہوگیا کہ آپ کو پہلے سوال کا پتہ لگ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ چالیس گریجویٹ ہیں اور مجھ سے لائق ہیں تین ماہ بعد پھر امتحان ہوگا سارے مل کر میری طرح پہلا سوال بتادو۔ وہ کہنے لگا کہ ہم چیلنج نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا یہی تو معجزہ ہے جسے تم چالیس افراد نوے دن میں نہیں کر سکتے۔ میں نے دو تین دن میں کر دکھایا۔ اس پر سب طلبہ نے کہا کہ اگر کوئی اور امر غیب ظاہر ہو جائے تو اتفاق والا ہمارا اعتراض رنگ بھی جاتا رہے۔ میں نے کہا اچھا میں دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کوئی اور غیب قبل از وقت بتادے۔ انہیں ایام میں مجھے الہام ہوا: ''بچہ ہے بچہ ہے بچی نہیں ہے''۔ یعنی امسال ہمارے گھر اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمائے گا۔ وہاں مکرم صوفی غلام محمد صاحب (بی۔اے) مرحوم (بعدہ مبلغ ماریشس) بھی ٹریننگ لے رہے تھے۔ یوسف وغیرہ نے بالائی طور پر ان کے ذریعہ قادیان سے پتہ منگوایا تو ان کی اہلیہ صاحبہ کا خط آیا کہ ماسٹر صاحب کے ہاں ابھی دو تین ماہ کی امیدواری ہے۔ جب لڑکا پیدا ہوگا تو اطلاع دوں گی۔ چنانچہ سالانہ امتحان اپریل 1909ء کے قریب اطلاع بھیجی چنانچہ یوسف بورڈ پر سے کارڈ لایا اور کہا کہ صوفی صاحب کی اہلیہ نے آپ کو دوہری مبارکباد لکھی ہے کہ لڑکا بھی پیدا ہوگیا اور پیشگوئی کا الہام بھی پورا ہوگیا۔ اس پر میں نے جلیبیوں کی دعوت دے کر بتایا کہ اگر تم پندرہ سال گرجے یا مندر یا ٹھاکر دوارے میں پوجا پاٹھ کرتے رہو اور وہاں سے کوئی جواب نہ آئے تو تم سمجھو کہ تم خدا کی عبادت نہیں کر رہے بلکہ مصنوعی خدا کی خود ساختہ تصویر ہے جس کی عبادت کر رہے ہو۔ وہ بت ہے بت پرستی چھوڑ دو اے مسٹر یوسف! اگر تم پرنسپل کی کوٹھی پر جاؤ اور اسے سلام کرو اور وہ تمہیں سلام کا جواب نہ دیا کرے تو کیا پھر بھی تم اس کی کوٹھی پر سلام کرنے جایا کرو گے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ میں نے کہا کہ اگر تم لوگ زندہ خدا کی عبادت کرو تو وہ ارحم الراحمین ضرور جواب دے گا۔ بعد ازاں میں نے یوسف مذکور اور مسٹر چیڑ جی عیسائیوں سے کہا کہ آپ لوگوں نے دو تین امور کے متعلق پیش گوئیاں پوری ہوتی دیکھی ہیں۔ اس لئے حسب وعدہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر وہ عذر کرتے رہے۔ آخر میں نے کہا کہ کم از کم ان امور کی تحریری شہادت دے دو۔ انہوں نے عذر کر کے اس سے بھی انکار کر دیا۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر تم یہ شہادت لکھ دو تو تم دونوں پاس ورنہ فیل ہو جاؤ گے یہ امر بھی الہام ہی (کی طرح یقینی) سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا کیا ہوا کہ جب نتیجہ نکلا۔ ہم سب کامیاب اور وہ دونوں فیل اس پر بعض غیر احمدی ہم جماعتوں نے شہادتیں تحریر کر دیں جو میرے پاس موجود ہیں۔

(اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ 73-75 نیا ایڈیشن)

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِ اللّٰہِ

حضرت چوہدری امیر محمد خان صاحبؓ فرماتے ہیں: ''جب مجھے شفاخانہ ہوشیار پور میں علاج کراتے ایک عرصہ گزر گیا اور باوجود تین دفعہ پاؤں کے آپریشن کرنے کے پھر بھی پاؤں اچھا نہ ہوا۔ تو ایک دن مس صاحب نے جو بہت ہی رحم دل اور خلیق تھیں مجھے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو پاؤں کو ٹخنے سے کاٹ دیا جائے تا کہ مرض ٹخنے سے اوپر سرایت نہ کر جائے۔ میں نے گھر والوں سے مشورہ کر کے اجازت دے دی۔ اس پر مس صاحبہ نے بیوی کو جلاب دے کر اس کمرے میں لے گئی جس کمرہ میں پاؤں کاٹنا تھا۔ میں نے ساتھ جانے کے لئے مس صاحبہ سے اجازت چاہی۔ مگر اس نے کہا کہ آپ یہیں رہیں۔ لہٰذا میں وہیں وضو کر کے نفلوں کی نیت باندھ کر دعا میں مصروف ہوگیا اور دل اس خیال کی طرف چلا گیا کہ اے خدا تیری ذات قادر ہے۔ تُو جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ پس تو اس وقت پاؤں کو کاٹنے سے بچالے۔ کیونکہ اگر پاؤں کٹ گیا تو عمر بھر کا عیب لگ جائے گا تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور اسی خیال میں سجدہ کے اندر سر رکھ کر دعا میں انتہائی سوز وگداز کے ساتھ مستغرق ہوا کہ عالم محویت میں ہی ندا آئی۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِ اللّٰہِ اور جب اس آواز کے ساتھ ہی میں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مس صاحبہ میری طرف دوڑی آرہی ہیں اور آتے ہی کہا کہ سول سرجن صاحب فرماتے ہیں کہ اس دفعہ میں خود زخم کو صاف کرتا ہوں اور پاؤں نہیں کاٹتا اس لئے کہ پاؤں کو کبھی بھی کاٹا جا سکتا ہے مگر کاٹا ہوا پاؤں ملنا محال ہے۔ میں خدا کی اس قدرت نمائی اور ذرہ نوازی کے سوجان (سے) قربان جاؤں کہ جس نے کرم خاکی پر ایسے نازک وقت میں لَا تَقْنَطُوْا کی بشارت سے معجزنمائی فرمائی۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 121-122 روایات حضرت امیر خانؓ)

آندھی یکدم بند ہوگئی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ خاکسار راقم حضرت اقدس کی زیارت اور صحبت چند روز کے بعد قادیان مقدس سے واپس اپنے وطن کو آرہا تھا اور جاکے کا مشہور پتن (جو وزیر آباد کے قریب ہے) جہاں کشتیوں کی آمد ورفت بکثرت رہتی ہے وزیر آباد سے میں جاکے کے پتن پر پہنچا۔ اس وقت عصر کا آخری وقت تھا۔ یعنی شاید ایک گھنٹہ یا کچھ کم وبیش وقت سورج غروب ہونے میں باقی تھا۔ جب پتن پر پہنچا تو ایک بہت بڑی برات بھی وہاں پہنچی۔ برات واپس آرہی تھی اور ڈولی میں بیاہ والی لڑکی بھی ساتھ تھی اور کبوتریاں اور کچھ مویشی بھی تھے اور برات کے سواروں اور پیادوں کے علاوہ میرے جیسے

کچھ مسافر افراد بھی تھے جو دریائے چناب سے پار جانے والے تھے۔

برات والوں نے ملاحوں سے کہا کہ آپ کشتی کو تیار کریں جو بہت بڑی ہو کیونکہ کشتی پر سوار ہونے والے کثیر التعداد افراد ہیں۔ ملاحوں نے کہا۔ ساون بھادوں کا موسم ہے، دریا زوروں پر ہے اور ہر وقت بھی تھوڑا باقی ہے اور سورج غروب ہونے کے قریب ہے مطلع بھی کچھ گرد آلود معلوم ہوتا ہے۔ ڈر ہے کہ کہیں آندھی کی صورت نہ بن جائے اور ایسے حالات میں ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے بھی ہدایت ہے کہ ہم احتیاط سے کام لیں۔ باوجود ملاحوں کے ان عذرات کے برات والوں کے حیلے جو نرم گرم الفاظ کے علاوہ منت سماجت کا نمونہ بھی اپنے اندر رکھتے تھے ان سے آخر ملاحوں کو کشتی تیار کرنی پڑی اور کشتی پر برات اور دوسرے لوگ سوار ہو گئے۔ خاکسار بھی سوار ہو گیا۔ کشتی بہت بڑی تھی۔ جب سب لوگ سوار ہو گئے تو ملاحوں نے کشتی کو چلانا شروع کیا۔ جب کشتی دریا کے نصف کے قریب پہنچی تو سورج بھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا یعنی بالکل قریب الغروب تھا کہ آندھی چلنی شروع ہو گئی اور آناً فاناً تیز ہو گئی۔ کشتی ہچکولے کھانے لگی اور کچھ پانی بھی اس میں داخل ہونے لگا۔ اس وقت ملاحوں کو ان حالات سے بڑی تکلیف محسوس ہوئی اور باحساس تکلیف انہوں نے برات والوں کے متعلق تلخ سے تلخ تر کلمات بھی استعمال کئے اور نہایت غضب آلود اور حسرتناک الفاظ سے سب کشتی والوں کو سنا دیا کہ یہ آندھی جو اب سخت تیز ہو چکی ہے یہ نہایت ہی مہلک منظر اور مہیب نظارہ دکھلانے والی ہے۔ جس کے مقابل اب ہم بے بس ہیں اور اس بے بسی کے عالم میں اب ہم سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ اب ہر ایک کشتی والا خدا کی تقدیر کے حوالے ہے۔ چاہے تو خدا تعالیٰ کشتی والوں کو غرق کر کے ہلاک کرے چاہے تو کوئی صورت بچاؤ کی پیدا کرے لیکن ہم ملاح اس موقعہ پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ملاحوں کا یہ کہنا تھا کہ کشتی والوں کی چیخیں بلند ہونے لگیں اور رونے اور چیخنے چلانے کی صدائیں بلند ہو کر ہوا کی مہیب آواز سے مل کر اور بھی وحشت اور دہشت کے اثرات دکھلا رہی تھیں اور وہ شور اور چلاہٹ کا سماں اس قدر دردناک اور حشر بپا کرنے والا تھا کہ اس وقت ہر طرف رونا ہی رونا اور چیخیں ہی چیخیں سنائی دے رہی تھیں اور ابتداء میں تو ملاحوں نے خواجہ خضر کا بھی نام لیا اور پیر بخاری اور پیر جیلانی کو بھی امداد کے لئے یاد کیا اور بار بار ان کے نام کا ذکر کیا۔ لیکن جب بالکل بے بسی کا عالم پیدا ہو گیا اور سب نے محسوس کر لیا کہ ہیبت اور دہشت کے بھیانک نظاروں کے ساتھ موت کشتی والوں کے سر پر منڈلا رہی ہے اس وقت ہر طرف سے تو ہی تو ہے، تو ہی تو ہے۔ لاالہ الااللہ، لاالٰہ الااللہ۔ تیرے سوا کوئی نہیں جو اس وقت بچا سکے۔ تیرے بغیر کوئی نہیں جو اس کشتی کو کنارے لگا سکے تو ہی تو ہے ہاں تو ہی تو ہے، کے الفاظ منہ پر جاری تھے اور شرک آلود اسباب کی جگہ فطرت کے اندر سے خالص توحید کی آواز آ رہی تھی۔ اس وقت میرے پاس حضرت اقدس سیدنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب تھیں جو میں قادیان مقدس سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس قیامت خیز منظر اور شور محشر کے مہیب نظارہ کے وقت میں نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب مقدسہ کو ہاتھ میں لے کر دعا کی کہ اے مولا کریم! اگر ہم سب اس قابل ہی ہیں کہ غرق ہونے کے ساتھ ہلاک کر دیئے جائیں اور اس وقت اگر کسی کا عجز بھی باعث نجات نہیں ہوسکتا تو آپ اپنے پیارے اور مقدس مسیح کے منہ کی برکت کے طفیل اور آپ کی ان کتب مقدسہ کے طفیل جو حضور اقدس نے لوگوں کی ہدایت اور نجات ہی کے لئے لکھ کر شائع فرمائی ہیں اس آندھی کو جلد از جلد ٹھہرا دے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس سے بہتر اور بڑھ کر کون جانتا ہے کہ ابھی میں نے ایک یا دو مرتبہ ہی ان دعائیہ کلمات کو دہرایا ہوگا کہ آناً فاناً آندھی فوراً تھم گئی اور گو اس مہلک اور مہیب منظر کے تبدیل ہونے میں دوسرے لوگوں کی آہ وزاری اور رو رو کر دعا کرنے کا بھی اثر اور دخل ہو لیکن میری دعا سے پہلے اس آندھی کی تیزی میں کچھ بھی فرق ظاہر نہ ہوا۔ مگر جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور حضرت اقدس کی کتب مقدسہ کو ہاتھ میں لے کر اور انہیں پیش کرتے ہوئے دعا کرنی شروع کی تو ادھر ہاتھ اٹھائے اور دعا شروع کی تو ادھر آندھی جو قوت کے ساتھ تیزی دکھاتے ہوئے موت کو دعوت دے رہی تھی فوراً بند کر دی گئی مجھے اس وقت یوں محسوس ہوا کہ آندھی کا تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے یکدم اور فوراً بند ہو جانا محض حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی برکات اور اعجازی نجات کا نشان ہے جو اس وقت ظاہر ہوا جب آندھی یکدم بند ہو گئی۔ اس کے ہم سب نے شکر ادا کیا اور کشتی محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے سلامتی کے ساتھ کنارے آ لگی۔

(الفرقان مئی 1960ء صفحہ 15-16)

دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ تحریر فرماتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی اور میری بیوی کہہ رہی تھی کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہوسکی۔ سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے۔ ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھی کہ دفتر نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آ جائیں۔ جب میں دفتر جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گزارے اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟ میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا اور جانے سے رک نہیں سکتا۔ کیونکہ میں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ جب اپنے اہل وعیال کو گھروں میں بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے روانہ ہوتے تھے تو گھر والوں کو یہ بھی خطرہ ہوتا تھا کہ نہ معلوم وہ واپس آتے ہیں یا شہادت کا مرتبہ پا کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوتے ہیں اور بچے یتیم، بیویاں بیوہ ہوتی ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ میں ہم سے اور ہمارے اہل وعیال سے نرم سلوک کیا گیا ہے اور ہمیں قتال اور حرب درپیش نہیں بلکہ زندہ سلامت آنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ پس آپ کو نرم سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ ’’اے میرے محسن خدا! تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں۔ تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ عبد ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت ومسرت کا کوئی سامان نہیں کرسکتا‘‘۔ میں دعا کرتا ہوا ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی جب میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یک صد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس کے دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ میں نے وہ روپیہ لے کر انہیں صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغی سفر کے لئے نکل پڑا ہوں۔ بازار سے ضروری سامان خرید کر ان کو گھر لے جانے کے لئے دے دیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوا دی۔ فالحمدللہ علی ذالک

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 4-5)

واقعی یہ رقم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ تحریر فرماتے ہیں:

1929ء میں تبلیغی سفر کے سلسلہ میں مختلف مقامات سے ہوتا ہوا مردان شہر میں جو سرحدی علاقہ ہے پہنچا دوسرے دن عیدالاضحیہ کی عید کا مبارک دن تھا۔ مجھے وہاں جانے سے ایک دو دن پہلے عزیز اقبال احمد کی طرف سے ایک خط ملا تھا کہ آپ سفر پر ہیں اور مجھے کالج کی تعلیمی کتب اور فیس وغیرہ کے اخراجات کے لئے اس وقت کم از کم ایک سو روپیہ جلد از جلد ملنا ازبس ضروری ہے۔ میرا ورود مردان میں اس موقعہ پر پہلی دفعہ تھا۔ چندان تعارف اور شناسائی نہ تھی کہ کسی دوست سے قرض حاصل ہوسکتا صرف اللہ تعالیٰ کی خیر الراحمین اور خیرالمحسنین اور واہب المواہب ذات پر بھروسہ تھا۔ دوسرے دن احباب کی فرمائش پر میں نے نماز عید پڑھائی۔ جب میں بحالتِ سجدہ دعا کر رہا تھا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور رقت کا باعث یہ امر ہوا کہ نماز سے پہلے بعض احمدی بچے جو اپنے باپوں کے ساتھ مسجد میں آئے ہوئے تھے اپنے باپوں سے عیدی کے لئے کچھ طلب کرتے تھے اور ان کے باپ اپنے بچوں کو بقدر مناسب عیدی دے رہے تھے۔ مجھے بحالت سجدہ دعا کی تحریک انہی بچوں کی عیدی طلب کرنے پر ہوئی اور میں نے اپنے مولیٰ کے حضور عرض کیا کہ میرے مولیٰ آج عید کا دن ہے بچے اپنے والدین سے عیدی طلب کر رہے ہیں اور میرا بچہ بھی مجھ سے بذریعہ خط ایک سو روپیہ کی ضرورت پیش کر چکا ہے۔ سو میں اپنے بچے کے لئے حضور کی خدمت میں اس رقم مطلوبہ کے متعلق ہاتھ پھیلاتا ہوں کہ میرے بچے کی شدید ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوئی صورت محض اپنے فضل وکرم سے مہیا فرما دے تا اس پریشانی سے مخلصی ہو۔ نماز عید، کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہونے پر ہم نے مردان سے چارسدہ جانے کے لئے تیاری کی کیونکہ چارسدہ میں جماعت احمدیہ کے ہاں جانا بھی ہمارے پروگرام میں داخل تھا۔ جب ہم مردان سے باہر ٹانگے پر سوار ہونے کے لئے احباب سے رخصت ہوئے تو کوئی احباب ہماری مشایعت کے لئے اڈے تک آئے۔ ان میں سے اچانک ایک صاحب جن کو اس وقت میں قطعاً نہ جانتا تھا میرے پاس سے گزرے اور گزرتے ہوئے کوئی چیز میرے کوٹ کی بیرونی جیب میں ڈال دی۔ جب ہم مردان سے سوار ہو کر چارسدہ پہنچے اور میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو مجھے ایک لفافہ ملا جس میں کوئی کاغذ ملفوف تھا۔ جب میں نے لفافہ کو کھولا تو اس میں ایک صد روپیہ کا نوٹ تھا جس کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ آپ جب نماز عید پڑھا رہے تھے تو میرے قلب میں زور سے یہ تحریک ہوئی کہ میں سو روپیہ کی رقم آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ لیکن اس طریق پر کہ آپ کو یہ پتہ نہ لگ سکے کہ یہ کس نے دی ہے اس لئے میں نے سو روپیہ کا نوٹ آپ کی جیب میں ڈال دیا ہے اور پتہ نہیں لکھا تا میرا عمل بھی مخلصانہ محض اللہ تعالیٰ کے علم تک رہے اور آپ بھی اس سو روپیہ کی رقم کا عطیہ اللہ تعالیٰ کی معطی اور محسن ہستی کی طرف سے ہی محسوس کریں۔ یہ وہی عیدی تھی جو

بحالتِ سجدہ نمازعید میں میں نے اپنے بچے کے لئے اپنے محسن مولیٰ سے مانگی تھی اور جو حضرت خیر الراحمین اور خیر المحسنین مولیٰ کریم کی فیاضانہ نوازش سے مجھے عطا فرمائی گئی تھی۔ اس رقعہ کے پڑھنے سے مجھے اور بھی اس بات کا یقین ہوا کہ واقعی یہ رقم مجھے خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے بغیر کسی کے منّت واحسان کے عطا ہوئی ہے اور میری روح جذبۂ تشکرات سے بھر کر اپنے محسن خدا کے حضور ایک وجد نما جوش کے ساتھ جھک گئی۔ میرے قلب میں اس مخلص دوست کی اس نیکی کا بھی بہت احساس ہوا اور میں نے اس کے لئے دعا کی کہ مولیٰ کریم اپنی کرم فرمائی سے اسے جزائے خیر دے اور اس کی آل اور نسل کو اپنے فیوض خاصہ سے نوازے۔ میں نے وہ رقم عزیز اقبال احمد سلمہ کو بھجوادی۔ یہ سیدنا حضرت مسیح پاک کی اعجاز نما برکت ہے کہ ایک طرف میرے جیسے حقیر خادم کو حضور کے روحانی اور بابرکت تعلق سے دعا۔ ہاں قبول ہونے والی دعا۔ کی توفیق نصیب ہوئی اور پھر اس دعا کی استجابت کا اثر ایسے طور سے نمایاں ہوا جو احتیاج خلق سے بالا تر نظر آتا تھا۔ اس قسم کا مخلصانہ عمل جس میں نمود و نمائش کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا دنیا بھر میں مشکل سے مل سکتا ہے۔ ہاں صرف احمدی جماعت کے افراد میں پایا جاتا ہے جہاں تک بتحریک اخلاص و للّٰھیت رقم کے عطیہ کے ساتھ رقعہ میں نام و پتہ تک کا نہ لکھنا حد درجہ کا اخلاص ہے لیکن یہ اخلاص کس کی قوت قدسیہ اور روحانی کشش اور مؤثر توجہ سے پیدا ہوا؟ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا اخلاص اور بے ریاء عمل میرے پیارے اور پاک مسیح ہاں میرے مولیٰ کے محبوب اور مصلح عالم مسیح محمدی کی اعجازی برکات کا نمونہ ہے اور ایسے نمونے جماعت احمدیہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کے اخلاص اور ایمان میں برکت پر برکت دے۔ ان کی زندگی اور موت رضاءِ الٰہی کے ماتحت ہو اور ان کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کے قیام کی غرض پوری ہو‘‘۔ آمین یارب العالمین

(حیات قدسی حصہ چہارم 177-179)

میں اللہ قادر مقتدر ہوں

حضرت مولانا ابراہیم بقاپوری صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

28/ نومبر 1950ء کا واقعہ ہے کہ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کے قرضہ کی رقم جو مبلغ بارہ صد روپے میرے ذمہ واجب الادا تھی۔ مولوی صاحب نے مجھے لکھا کہ آپ اس رقم کی ادائیگی کا جلد انتظام کریں میں نے ان سے مل کر ماہوار اقساط کی صورت میں ادائیگی کا وعدہ کیا مگر اسے آپ نے منظور نہ کیا اور یکمشت وصولی پر اصرار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ یکمشت رقم ادا کریں گے تو اس میں کچھ رقم چھوڑ دوں گا۔ اس موقعہ پر میں نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی طرف توجہ دلائی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہ کو فرمایا کہ نصف رقم قرضہ تم چھوڑ دو اور مقروض کو فرمایا کہ نصف کی ادائیگی کا تم انتظام کرو۔ اس فیصلہ نبوی کو میں نے یاد دلا کر کہا کہ اگر آپ نصف رقم چھوڑ دیں تو بقیہ نصف کی جلد ادائیگی کے متعلق میں کوشش کروں گا۔ اس پر آپ نے نہایت خوش اخلاقی کا نمونہ دکھلاتے ہوئے بخوشی منظور فرمالیا مگر شرط یہ کی کہ 15/ دسمبر 1950ء تک رقم ادا کر دی جاوے۔ بشری کمزوری کے باعث اس پر مجھے سخت فکر ہوا کہ اس قلیل عرصہ میں اتنی رقم کہاں سے مہیا کروں گا۔ آخر آستانہ الٰہی پر گر کر دعا کی تو اثنائے دعا مندرجہ ذیل الفاظ زبان پر جاری ہوئے ’’میں اللہ قادر مقتدر ہوں‘‘۔ جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی غیب سے ادائیگی کی کوئی صورت پیدا فرمادے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا چند ہی دنوں میں تین صد روپے کی رقم ایک طرف سے اور تین صد کی رقم دوسری طرف سے مجھے مل گئی اور مقررہ تاریخ سے بہت پہلے یعنی 10 دسمبر کو میں نے مبلغ چھ صد روپیہ خان صاحب کی خدمت میں لے جا کر قرضہ بے باق کر دیا۔ فالحمدللّٰہ علی ذالك

(حیات بقاپوری جلد سوم صفحہ 88-89)

خدا نے مجھے ابھی ابھی ایک بات کہی ہے

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

ایک دفعہ سیالکوٹ میں اپنے سکول کے مینجر (جو کہ پادری تھا) سے تبلیغ کرتے میرا جھگڑا ہوگیا۔ مینجر نے کہا کہ خدا کس سے باتیں کرتا ہے؟ فرمایا کہ اگر میں نے کہا حضرت مسیح موعودؑ سے، تو یہ کوئی اور اعتراض کر دے گا۔ میں نے کہا مجھ سے کرتا ہے اور اپنے چند واقعات بتائے۔ چند دنوں کے بعد وہ پادری کسی لڑکی کو عیسائی بنا کر لے گیا۔ اس کے رشتہ دار اس کی کوٹھی پر گئے اور اس کو مارا۔ میں نے دوپہر کو سوتے ہوئے دیکھا کہ پادری کو مار پڑی ہے اور وہ کہتا ہے کہ دائیں طرف زیادہ چوٹیں آئی ہیں۔ اسی وقت اٹھا اور اس کی کوٹھی پر گیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیسے آئے؟ کہا کہ خدا نے مجھے ابھی ابھی ایک بات کہی ہے۔ وہ آپ کو بتانے آیا ہوں اور وہ یہ کہ آپ کو مار پڑی ہے اور دائیں طرف زیادہ چوٹیں آئی ہیں۔ اس نے اس کی تصدیق کی۔ (اس نے ناراض ہو کر منشی صاحب کی ترقی روک رکھی تھی) دوسرے دن سکول میں میرے کمرے میں آیا اور کہنے لگا ہم اس ماہ آپ کو ترقی دیں گے۔ میں نے کہا ہم نہیں لیتے۔ وہ یہ کہہ کر کہ ہم دیں گے چلا گیا اور ترقی دے دی اور دوسرے ماہ مزید ترقی دے دی۔

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 198-199)

مجھے دو پاؤنڈ دے دے

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

جب میں ہندوستان سے انگلینڈ کے لئے روانہ ہوا تو پاسپورٹ کی رو سے راستہ میں فرانس نہیں اتر سکتا تھا لیکن میرا بڑا دل چاہتا تھا کہ فرانس میں اتروں۔ اس کا ذکر میں نے افسر جہاز سے کیا۔ اس نے کہا تم فرانس میں صرف اس صورت میں اتر سکتے ہو جب تمہارے پاس اتنا خرچ ہو۔ جب میں نے اپنے سرمایہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جس قدر کپتان کہتا ہے کہ خرچ ہوگا۔ میرے پاس اس سے دو پونڈ کم تھے۔ میں نے سوچا کسی سے یہ رقم قرض لے لوں مگر جہاز میں میرا کوئی بھی شناسا نہ تھا۔ کس سے لیتا؟ آخر جب بالکل مایوس ہوگیا تو میں نے دعا کی کہ اے زمین و آسمان کے مالک۔ اے خشکی اور تری کے خالق! تو ہر چیز پر قادر ہے اور تجھے ہر قسم کی قدرت اور طاقت حاصل ہے۔ تو جانتا ہے کہ مجھے اس وقت دو پونڈ کی ضرورت ہے تو مجھے یہ دو پونڈ دے دے۔ خواہ آسمان سے گرا یا سمندر سے نکال دے۔ مگر دے ضرور۔ میں نے بہت الحاح اور زاری کے ساتھ خدا سے دعا مانگی اور دعا مانگنے کے بعد مجھے پختہ یقین ہوگیا کہ مجھے دو پونڈ ضرور مل جائیں گے۔ مگر میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ بالکل اجنبی جگہ اور بالکل اجنبی آدمیوں میں یہ دو پونڈ کس طرح ملیں گے؟ یہ جنگِ یورپ کا زمانہ تھا۔ جہاز چلتے چلتے یکدم ایک ایسی جگہ ٹھہر گیا جہاں پہلے کبھی نہیں ٹھہرا تھا میں نے اس خیال سے کہ جنگ کا زمانہ ہے ممکن ہے اس جگہ ہمارے کچھ احمدی دوست ہوں کپتان جہاز سے کہا کہ مجھے خشکی پر جانے کی اجازت دیں لیکن اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا آپ یہاں ہرگز نہیں اتر سکتے۔ ہم تو ویسے ہی یہاں محض سمندر کی حالت معلوم کرنے کے لئے اتفاقاً کھڑے ہوگئے ہیں ورنہ اس سے پہلے یہاں آج تک کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔ تھوڑی دیر میں میں نے دیکھا کہ ایک کشتی جہاز کی طرف آرہی ہے میں نے کپتان سے کہا کہ یہ کشتی یہاں کیوں آرہی ہے۔ جب یہاں اترنے کی اجازت ہی نہیں؟ کپتان نے کہا مجھے پتہ نہیں کہ کیوں آرہی ہے پاس آئے تو حالات کا علم ہو۔ جب کشتی جہاز کے قریب آئی تو میں نے پہچانا کہ اس میں ہمارے بھائی حاجی عبدالکریم صاحب تھے۔ انہوں نے کسی طرح سن لیا تھا کہ میں فلاں جہاز سے انگلستان جارہا ہوں اور فلاں وقت جہاز یہاں سے گزرے گا۔ ان کو معلوم تھا کہ جہاز یہاں نہیں ٹھہرے گا پھر بھی وہ ساحل پر آگئے تھے لیکن جب جہاز جزیرہ کے سامنے آکر اچانک ٹھہر گیا تو وہ فوراً کشتی لے کر جہاز کے پاس آگئے۔ کپتان نے ان کو دریافتِ حال کے لئے اوپر آنے کی اجازت دے دی خیر وہ مجھ سے ملے اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد جب رخصت ہونے لگے تو یہ کہہ کر دو پونڈ میری جیب میں ڈال دیے کہ مجھے کچھ مٹھائی آپ کے ساتھ کے لئے لانی چاہئے تھی مگر مجھے تو اس کا وہم بھی نہ تھا کہ جہاز ٹھہر جائے گا اور میں آپ سے مل سکوں گا۔ اس لئے یہ دو پونڈ مٹھائی کے ہیں رکھ لیں۔

(لطائف صادق صفحہ 65-66)

ان میں سے کوئی بھی نہ مرا

مکرم محمد احمد صاحب تحریرفرماتے ہیں: علاقہ کپورتھلہ میں ایک گاؤں شیرانوالی ہے۔ اس جگہ مسمی مہتاب احمدی رہتا تھا۔ ایک سال اس گاؤں میں طاعون پڑا اس نے کوٹھے پر کھڑے ہوکر آواز دی کہ اے لوگو! جس نے طاعون سے بچنا ہے وہ میرے گھر میں داخل ہوجائے۔ اس آواز پر بہت سے غیر احمدی مسلمان اس کے گھر آگئے اور اس نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ! تو اور تیرا مسیح سچا ہے تو ان کو طاعون سے بچالے۔ خدا کی قدرت جو لوگ اس کے گھر میں آئے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی نہ مرا اور نہ بیمار ہوا اور لوگ بہت مرے۔

(رجسٹر روایات نمبر 1 صفحہ 213)

نہ گھبرا میں رب تیرا غفور رحیم ہوں

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ اپنی انشراح صدری کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

9/ جنوری 1958ء کا واقعہ ہے کہ میں انفلوئینزا میں مبتلا تھا کہ کچھ گھبراہٹ کے کلمات منہ سے نکل گئے گو میں خدا تعالیٰ کے پاس جانے کے لئے تیار تھا۔ اتنے میں اونگھ آگئی۔ غنودگی میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہوں اور ایسا نظر آتا ہے جیسے پہاڑ میں سرنگیں ہوتی ہیں۔ اسی قسم کی ایک سرنگ ہے جس کے باہر کے سرے پر میں ہوں اور اندر اللہ تعالیٰ جل شانہ سفید شاہانہ لباس میں ملبوس نورانی منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ میرے گھبراہٹ کے کلمات سن کر فرماتے ہیں ’’نہ گھبرا میں رب تیرا غفور رحیم ہوں‘‘ یہ سن کر میری آنکھ کھل گئی تو گھبراہٹ دور ہوچکی تھی اور طبیعت میں بشاشت پیدا ہوچکی تھی۔ فالحمدللّٰہ علی ذالك

(حیات بقاپوری جلدسوم صفحہ 144)

پاکیزہ شکل فرشتہ میرے پاس آیا

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ فرماتے ہیں:

بعد حضورؑ کی پاک صحبت کی برکت سے یہی فائدہ ہوا کہ ایک روز بعد نماز تہجد خاکسار سجدہ میں دعائیں کر رہا تھا کہ غنودگی کی حالت ہوئی جو ایک

کشفی رنگ تھا ایک پاکیزہ شکل فرشتہ میرے پاس آیا جس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت کوزہ پانی کا بھرا ہوا تھا اور ایک ہاتھ میں ایک خوبصورت کارد (چھری) تھی۔ مجھے کہنے لگا کہ میں تمہاری اندرونی صفائی کے لئے میں آیا ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ آپ جس طرح چاہیں صفائی کریں۔ چنانچہ اس نے پہلے چھری سے میرے سینہ کو چاک کیا۔ کوزہ کے مصفّٰی پانی سے اس کو خوب صاف کیا لیکن مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے تو صبح کی نماز ادا کرنی ہے اور میرا بدن چیرا ہوا ہے۔ نماز کس طرح ادا کروں گا اس لئے پاؤں کو ہلانا شروع کیا۔ تو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ حالت بیداری پیدا ہوگئی اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد حضور کی فیض محبت سے بہت روحانی فوائد حاصل ہوئے جو قبل اس کے کبھی نہیں ہوئے۔

(رجسٹر روایات نمبر 12 صفحہ 322-323)

تاریخی حیثیت اختیار کرگیا

مکرم بشیر احمد رفیق صاحب تحریر کرتے ہیں:

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنی قبولیت دعا کے واقعات بھی سنایا کرتے تھے۔ ایک اہم دعا جس کی قبولیت کا آپ نے مجھ سے بھی ذکر کیا یوں ہے فرمایا۔ کہ جب میں اقوام متحدہ کے ساتویں سیشن کا صدر منتخب ہوا تو میرے دل میں اس بات پر تشویش پیدا ہوئی کہ میں نے تو اسمبلی کے قواعد وضوابط کا مطالعہ بھی نہیں کیا۔ جبکہ افغانستان کے سفیر متعینہ اقوام متحدہ دن میں کئی کئی بار پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے میں مشہور تھے اور بار بار صدر کو قواعد کی طرف متوجہ کر کے ان کو آگے نہیں چلنے دیتے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا میں نے بڑی تضرع سے اپنے مولیٰ سے دعا کی خدایا! ایسے معاملات میں اپنی قدرت کا جلوہ دکھا کر میری مدد فرما۔ حضرت چوہدری صاحب بعد میں بہت جذباتی انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے مولیٰ نے میری تضرعات کو یوں شرف قبولیت بخشا کہ میری صدارت کے دوران ایک سال کے عرصہ میں ایک بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا گیا اور یوں یہ سیشن اس لحاظ سے بھی ایک تاریخی حیثیت اختیار کرگیا۔

(چند یادیں صفحہ 51-52)

اللہ تعالیٰ کو ایسا دیکھا گویا وہ قریب آ گیا ہے

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؓ بقا پوری بیان فرماتے ہیں۔ یکم جولائی 1938ء محمد اسحٰق کو میڈیکل سکول امرتسر میں داخل کروانے کے لئے میں اُس کے ہمراہ گیا، تو معلوم ہوا کہ سکول میں داخل ہونے کے لیے کئی ایف۔ اے اور بی۔ اے پاس طالب علم آئے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے امیروں کے لڑکے بڑے بڑے آدمیوں کی سفارشیں لے کر آئے ہیں۔ اس سے مجھے سخت گھبراہٹ ہوئی، اور درخواستیں کرنے والے طالب علم 200 تھے اور میرا سوائے خداوند کریم مسبّب الاسباب کے کوئی سفارشی نہ تھا اس لئے بڑے قلق اور کرب کے ساتھ رات کو دعا کر کے سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور محمد اسحٰق کے داخلے کے متعلق مجھے تسلی دیتے ہیں کہ عزیز داخل ہو جائے گا۔ آپ ایک نوجوان خوبصورت مضبوط انسان کی شکل میں متمثل ہیں جس کی عمر 30-32 سال ہوگی۔ صبح میں نے عزیز کو تسلی دی اور میں اُس کے ساتھ گیا۔ فیض اللہ چک کے ایک احمدی طالب علم عطاء الرحمٰن کو جو دوسرے سال کا طالب علم تھا، میں نے کہا کہ مجھے ایسی جگہ کھڑا کرو جہاں سے میں انٹرویو کرنے والوں کو دیکھ سکوں۔ چنانچہ اُس نے اُن کے کمرے کے پیچھے ایک کھڑکی کے پاس کھڑا کر دیا، جہاں سے میں نے دیکھا کہ تین چار افسر بیٹھے انٹرویو کر رہے ہیں اور کسی کو فٹ اور کسی کو ان فٹ کرتے جاتے ہیں۔ جب محمد اسحٰق کمرہ میں داخل ہوا، اُس وقت میں نے رقت سے دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ایسا دیکھا گویا وہ قریب آ گیا ہے اور مجھ پر ربودگی طاری ہوگئی۔ محمد اسحٰق کی نظر درست ثابت ہوئی، لیکن جب کپڑے اُتار کر دیکھا تو کہا، یہ کمزور ہے اور اسے فیل کر دیا۔ اُس وقت محمد اسحٰق بھی رو پڑا، اور میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! اب تیری قدرت دکھانے اور مجھ پر رحم فرمانے کا وقت ہے۔ چنانچہ اُسی وقت دوسرے ڈاکٹر نے پھر محمد اسحٰق کو واپس بلا لیا اور کہا کہ نہیں اسے لے لو، چنانچہ اُسے لے لیا گیا۔ اُس وقت جن لوگوں نے مجھے دعا کرتے دیکھا، وہ کہنے لگے کہ اس شخص نے دعا کر کے اپنے بیٹے کو داخل کروالیا ہے۔

(حیات بقا پوری حصہ اول صفحہ 198)

خدا کے نور کی تجلی

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے فرماتے ہیں:

1925ء میں ملکانہ کے علاقہ میں نگلہ کھنوضلع ایٹہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں تھا۔ رمضان شریف کے روزے رکھ رہا تھا اور بیس رمضان المبارک بعد نماز عصر وہاں کی بیت میں اعتکاف بیٹھ گیا۔ جب ستائیسویں روزے کی گزشتہ شب نماز تہجد ادا کر رہا تھا تو دعائے قنوت پڑھنے کے بعد مجھ پر کھڑے کھڑے ہی غنودگی طاری ہوگئی اور اسی حالت میں مجھے نور نکلتا ہوا دکھائی دیا وہ ایسا خوشنما تھا کہ جس کی سفیدی میں کچھ سبز رنگ کی جھلک تھی۔ وہ اتنا تیز ہوگیا کہ اگر اس نور میں کچھ اور تیزی آجاتی تو میں بے ہوش ہو کر گر جاتا اور معاً بے ساختہ میرے منہ سے نکل گیا ''بس بس بس''۔ اس مسجد کا ایک محافظ میرا کھانا گھر سے لایا ہوا تھا ''بس بس بس'' کے میرے یہ الفاظ سن کر وہ بے تاب ہوگیا کہ مولوی صاحب کو کیا ہوگیا ہے؟ جب اس نے پردہ اٹھا کر اندر مجھے دیکھا تو میں سجدہ میں جا چکا تھا۔ ذرہ ہوش قائم ہونے پر میں سجدہ میں گیا تھا۔ سلام پھیرنے پر اس نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ یہ ''بس بس بس'' کس کو کہہ رہے تھے۔ میں نے اسے بتایا کہ میاں صاحب میری بڑی مدت سے خواہش تھی اور میں دعا کیا کرتا تھا کہ مولا کریم جب ہم دعا کرتے ہیں تو کس چیز کو سامنے رکھیں۔ آپ نے اپنے کسی بندے (یعنی حضرت موسیٰؑ) کو تو اپنا نور دکھا کر اور اس کا جلوہ دکھا کر اپنا آپ اس پر ظاہر کیا جس کو وہ برداشت نہ کرسکا اور کسی کو انجیر کے درخت سے اپنے وجود کا اظہار کر کے دکھایا (یعنی حضرت عیسیٰؑ پر) تو میرے مولا! اگر آپ ہمیں بھی ایسی تجلی دکھادیں تو آپ کا کوئی حرج نہیں اور ہمارا ایمان بڑھ جائے گا۔ لہٰذا ایک مدت کی دعا کے بعد آج خدا تعالیٰ نے یہ تجلی دکھا کر ظاہر کر دیا ہے کہ میں صرف نور ہی نور ہوں جو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی خدا کے پورے نور کو یہ فانی وجود برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے وہ اپنے پیارے بندوں سے وراء حجاب ہی باتیں کرتا رہا۔ یہ نور دیکھ کر میرے دل کو اتنی فرحت پہنچی کہ آج بھی جب میں یہ لکھ رہا ہوں تو یہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہی مزا حاصل ہو رہا ہے۔ میں نے دعائیں کرتے ہوئے اس لاثانی نور کو سامنے رکھتے ہوئے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

(میری یادیں حصہ اول صفحہ 237-238)

جس کے ساتھ خدا بولتا نہیں وہ مسلمان نہیں

حضرت خیر دین صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

میں نے ایک دفعہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیرا قرب پانے کے لئے کون سا طریق اچھا ہے؟ تو خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا قرب شامل کرنے کے دو طریق ہیں۔ یا چندہ دو یا تبلیغ کرو۔ یہ دو طریق ہم کو پسند ہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ میں تو اتنا پڑھا ہوا نہیں۔ میں تبلیغ کس طرح کروں؟ اللہ تعالیٰ نے پھر جواب دیا اور فرمایا کہ قرآن شریف تو تم کو ہم نے پڑھا دیا ہے۔ جب یہ فقرہ جناب الٰہی نے فرمایا تو مجھے اس وقت یہ آیت حل ملی کہ مارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی۔ کیونکہ جب میں اپنے گاؤں میں تھا تو اس وقت مجھے جناب حضرت مسیح موعودؑ خواب میں ملے تھے اور فرمایا تھا کہ تم قادیان آجاؤ۔ ہم تمہیں قرآن شریف پڑھادیں گے۔ اب دیکھئے کہ وعدہ تو مسیح موعودؑ نے کیا مگر جواب اللہ تعالیٰ نے دیا کہ ہم نے تجھے قرآن شریف پڑھا دیا ہے۔ سو خاکسار دیکھ رہا ہے کہ اپنی قابلیت کے مطابق اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جو قرآن شریف پڑھنا چاہے اسے پڑھا سکتا ہوں۔ چنانچہ آج کل مہمان خانہ میں صبح کے وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ پڑھاتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم نے تجھے قرآن شریف پڑھا دیا تو ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ تم نے عاد وثمود کے قصے قرآن شریف میں نہیں پڑھے؟ ایک رکوع پڑھا اور لوگوں کو سنا دیا کہ نبیوں کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ اسی طرح .... جناب الٰہی نے یہ فرمایا کہ تم گھی بہت کھایا کرو۔ تو میں نے عرض کیا گھی کھانے سے کیا مراد ہے؟ تو جناب الٰہی نے تیسرے دن جواب دیا کہ گھی کھانے سے ہماری مراد بہت دعا کرنا ہے۔ یہ فقرے پنجابی زبان میں عنایت فرمائے۔ کہ ''جس گھر میں دعا ہوتی ہے وہ گھر موجوں میں رہتا ہے''۔ پھر یہ بھی آواز سنی کہ جس کے ساتھ خدا بولتا نہیں وہ مسلمان نہیں۔ کیا میرے جیسا آدمی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ یہ میری طاقت سے ہیں بلکہ صاف معلوم ہوجائے گا کہ یہ نور نبوت سے ہے چنانچہ میں حضرت اقدس کا ہی فقرہ دہرا دیتا ہوں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

(رجسٹر روایات نمبر 7 صفحہ 155)

امیرالمؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایسے لوگ عطا فرماتا رہا ہے اور فرما رہا ہے جو ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا باعث بنتے رہے ہیں اور بن رہے ہیں.... پس آج روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہر احمدی کو دعاؤں کے ذریعہ سے، اپنی عبادتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق جوڑ کر ان برگزیدوں میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جو روشن ستاروں کی طرح آسمان پر چمک رہے ہیں۔ جنہوں نے پہلوں سے مل کر دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بننا ہے اور آسمانی بادشاہت کو پھر سے دنیا میں قائم کرنا ہے۔ ہر دل کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکانے کی کوشش کرنی ہے۔ ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ''پیر بنو۔ پیر پرست نہ بنو'' اور ''ولی بنو۔ ولی پرست نہ بنو''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خاتم الاولیاء اور خاتم الخلفاء کی پیروی کرتے ہوئے اپنی عبادتوں کو سنوارتے ہوئے، قبولیت دعا کے نظارے دیکھتے چلے جائیں۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 457)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ کینیڈا

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرقانِ حمید میں فرماتا ہے

وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾

اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

(الجمعہ:4)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ترجمہ قرآن کے صفحہ 1029 کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:

اس آیت کریمہ میں جن آخرین کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اسی رسول کی بعثت کا ذکر ہے جس کا گزشتہ آیت میں ذکر ہوا ہے۔ ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا لیکن اس آیت کے آخر پر وہ چار صفات الٰہیہ بیان نہیں کی گئیں ہیں جو آیت نمبر 2 کے آخر پر بیان ہیں بلکہ محض عزیز و حکیم کی دو صفات دوہرائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس رسول کا آغاز میں ذکر ہے وہ دوبارہ خود مبعوث نہیں ہوگا بلکہ اس کا کوئی ظل مبعوث فرمایا جائے گا جو شرعی نبی نہیں ہوگا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں بھی یہی دو صفاتِ الٰہیہ بیان ہوئی ہیں جیسا کہ فرمایا بَلۡ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ﴿۱۵۹﴾ (النساء 159) ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۵﴾ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(الجمعہ:5)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے ترجمہ قرآن کے صفحہ 1030 کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:

’’اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات رسول اللہؐ کی پہلی بعثت سے متعلق نہیں ورنہ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ کہنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اس سے مراد آپؐ کی بعثت ثانیہ ہے جو آپؐ کی غلامی میں ظاہر ہونے والے ایک امتی نبی کی صورت میں ہوگئی اور یہ اعزاز ایک فضل ہے جو اللہ جسے چاہے گا عطا کر دے گا۔ وہ بہت فضل اور احسان کرنے والا ہے۔ اس استنباط کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ اس آیت کی تلاوت پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ مَنۡ ھُمۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ یہ نہیں پوچھا کہ وہ کون نازل ہوگا بلکہ یہ پوچھا کہ وہ کن کی طرف مبعوث ہوگا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے تو ان لوگوں میں سے ایک مرد یا بعض مرد ہوں گے جو اسے واپس ثریا سے زمین پر لے آئیں گے۔ اس سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنفسہٖ دوبارہ مبعوث نہیں ہوں گے بلکہ آپؐ کا ایک غلام مبعوث ہوگا جو رجل فارسی الاصل یعنی اہل عجم میں سے ہوگا۔‘‘

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام 12/ فروری 1835ء کو قادیان انڈیا میں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور چراغ بی بی صاحبہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپؑ کا تعلق ایک مشہور و معروف فارسی قبیلہ برلاس سے تھا اس لئے آپؑ فارسی النسل تھے۔ آپؑ کے دادا مرزا گل محمد بہت متقی انسان تھے اور اپنی دیانت داری کی وجہ سے بہت مشہور تھے اور اپنے علاقے کے رئیس تھے۔

آپؑ کی والدہ چراغ بی بی صاحبہ بہت مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔ آپؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب قادیان کے رئیس تھے۔ قرآن کریم اور رسولِ کریمؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ ہی وہ رجلِ فارس ہیں جس کا قومیں انتظار کر رہی تھیں۔ آپؑ ہی ہیں جو اسلام کو ثریا ستارے سے واپس لانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ ہاں ہاں آپؑ ہی تو وہ وجود باجود ہیں جنہوں نے جہاد بالسیف کا خاتمہ کر کے جہاد بالقلم کا آغاز کرنا تھا۔ آپؑ اپنے منظوم کلام میں کیا خوب فرماتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(درثمین)

آپ علیہ السلام کو ماموریت کا پہلا الہام مارچ 1882ء کو ہوا

قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

ترجمہ: تو کہہ دے مجھے حکم ہے اور میں مومنوں میں سب سے پہلے ہوں۔

حضورؑ کی غلامی اور مکمل اطاعت میں آپؑ تمام سابقہ انبیاء کے کامل بروز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا: جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ

ترجمہ: اللہ کا پہلوان نبیوں کے لبادے میں۔

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین)

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ایک عالمگیر نبی تھے۔ آپ پر نازل ہونے والی شریعت بھی عالمگیر ہے۔ آپؐ سب مذاہب اور قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اب آپؐ کی غلامی اور مکمل و کامل اطاعت میں آپ ﷺ کا مسیح بھی سب مذاہب اور قوموں کو بانگِ دہل یہ آواز دے رہا ہے۔

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

(درثمین)

آپ علیہ السلام ظلمات میں گری ہوئی مخلوق کو، اندھیروں اور تاریکیوں میں بھٹکتے ہوئے لوگوں کو روشنیوں کی طرف لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ راہِ حق سے دور افتاں وخیزاں قوموں کو روحانی پانی سے سیراب کرنے آئے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(درثمین)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ کام جن کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید، جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے، جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگادوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوئم جدید ایڈیشن صفحہ 9)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا میں آئے روحانی خزائن بانٹ کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ وہ تمام سعید روحیں جو آپ سے اور آپ کی جماعت سے وابستہ ہوگئیں ان میں عظیم روحانی انقلاب برپا ہوگیا۔ برائیوں، بدیوں اور بدکرداریوں کی جگہ حسنِ عمل اور اعمالِ صالحہ نے لے لی۔ کھوٹے سکوں کو کھرے سکے بنا دیا۔ دنیا کے پجاریوں کو خدائے واحد کے پجاری بنا دیا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 86 حاشیہ)

منیر حسین۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

فری ٹاؤن مشرقی ریجن کی تین جماعتوں میں تقاریبِ آمین

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے فری ٹاؤن مشرقی ریجن میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والے اطفال، ناصرات اور لجنہ کی تین تقاریبِ آمین منعقد ہوئیں۔ الحمد للہ۔ ان تقاریب کے مہمانِ خصوصی مولانا سعید الرحمٰن صاحب مبلغ انچارج سیرالیون کی زیرِ صدارت تھے۔ ان تقاریب کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

آمین پروگرام کسی ڈاکیارڈ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 10/ جنوری 2023ء بروز منگل فری ٹاؤن مشرقی ریجن کی جماعت کسی ڈاکیارڈ (Kissy Dockyard) میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں کی تقریب آمین مسجد بیت السبوح میں منعقد کی گئی۔ الحمد للہ۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز صبح 11 بجے تلاوت و نظم سے ہوا۔ عزیزم محمد عثمان بنگورہ صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ پھر عزیزم تمثیل حسین نے نظم ''قرآن سب سے اچھا'' جبکہ عزیزہ سلوی اور ساتھی قصیدہ پیش کیا۔ بعد میں تین تقاریر ہوئیں جو دو خدام اور ایک لجنہ نے کی۔ اس کے بعد اطفال اور ناصرات نے مختلف احادیث اور قرآنی دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب سرکٹ مشنری کسی ڈاکیارڈ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں سے قرآنِ کریم کا کچھ حصہ سنا۔ جن میں دو لجنہ، ایک ناصر اور چھ خدام شامل تھے۔ ایک ناصر محترم عبد الکریم کونٹے نے حدیث استخلاف زبانی ترجمہ کے ساتھ سنائی۔ جس کے بعد محترم مبلغ انچارج صاحب نے مختصر تقریر میں قرآن مجید پڑھنے والوں کو ہدیہ تبریک پیش کیا اور انہیں تلاوت کرتے رہنے کی تلقین کی۔ جس کے بعد آپ نے ان میں اسناد تقسیم کیں۔ دعا سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔ جس کے بعد نمازِ ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئی اور نماز کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ پروگرام میں کل شاملین 91 تھے۔

یہاں ایک قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ کسی ڈاکیارڈ کی جماعت کے دورہ کے دوران ایک احمدی سلیمان صاحب کے گھر گئے وہ اکیلے احمدی تھے۔ ان کی 18 سالہ بھتیجی کادیا تو بنگورہ سینئر سکول کا امتحان دینے آئی ہوئی تھی۔ دورہ کے دوران ان کے گھر والوں کو بھی تبلیغ کی گئی جس کے نتیجہ میں ان کی بیٹی اور اس لڑکی نے بیعت کر لی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت کے نور سے منور کر دیا۔ وہ روزانہ نماز احمدیہ مسجد میں پڑھنا شروع ہو گئی۔ بیعت کے بعد مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے قاعدہ یسرنا القرآن پڑھانا شروع کیا جو کہ ایک ماہ میں اس نے مکمل کر لیا جس کے بعد قرآن پاک شروع کیا اور وہ بھی اللہ کے فضل سے تین ماہ کے قلیل عرصے میں مکمل کر لیا۔ الحمد للہ۔ 10/ جنوری کو آمین کا پروگرام میں محترم مبلغ انچارج صاحب نے اس سے قرآن پاک سنا اور سند دی۔ یہ نومبائع لڑکی باقاعدہ نمازوں، چندوں اور جماعت کے سب کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیک اور صالحہ بنائے۔ آمین

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان تمام بچوں کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن کریم پر عمل کرنے والا بنائے اور وہ اسے آگے پڑھانے والے ہوں۔ آمین

آمین پروگرام جماعت اَلن ٹاؤن

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 18/ دسمبر 2022ء بروز اتوار جماعت اَلن ٹاؤن (Allen town) میں قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والے خدام کی تقریب آمین کا انعقاد کیا گیا۔ الحمد للہ۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز صبح 11 بجے تلاوت و نظم سے ہوا۔ عزیزم حسن سیسے صاحب نے تلاوت و ترجمہ جبکہ عزیزم بشیر کومے صاحب نے نظم پیش کی۔ مکرم معلم محمد مانسیرے صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد مکرم مبلغ انچارج صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والے 3 خدام قرآن کریم سنا۔ جن میں عزیزم بشیر کومے، عزیزم ادریسہ کونٹے اور عزیزم عبدل سیسے شامل ہیں۔ ان کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم محمد مانسیرے صاحب معلم جماعت اَلن ٹاؤن کے حصہ میں آئی۔ صدرِ مجلس نے دعا کروائی اور اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا جس کے بعد نمازِ ظہر باجماعت ادا کی گئی اور نماز کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں ایک لوکل چیف اور دو غیر از جماعت احباب اور پچاس احمدی احباب سمیت 53 احباب جماعت نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو قرآن کریم کے نور سے منور کر دے۔ آمین

آمین پروگرام جماعت مونگے با

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 7/ جنوری 2023ء بروز ہفتہ جماعت مونگیبا (Mongegba) میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں کی تقریب آمین کا انعقاد مسجد محمود میں کیا گیا۔ الحمد للہ۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز صبح 11 بجے تلاوت و نظم سے ہوا۔ عزیزم سانگی طورے نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ رسمی تعارف کے بعد دو تقاریر پیش کی گئیں ایک خادم اور ایک لجنہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا عشق قرآن اور اسلامی تعلیمات کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد جماعت کے تمام اطفال و ناصرات نے مل کر لفظی ترجمہ کے ساتھ مکمل نماز سنائی۔ احادیث اور قرآنی دعائیں بھی ترجمہ کے ساتھ سنائی۔ بعد ازاں سات ناصرات، ایک لجنہ، سات اطفال اور ایک خادم نے قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر محترم مبلغ انچارج صاحب کو سنایا۔ ان کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم مولوی عبد الرشید جواد صاحب سرکٹ مشنری جماعت مونگے با کے حصہ میں آئی۔ پروگرام کے آخر پر محترم مبلغ انچارج صاحب نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سب احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ سب کو اسناد سے نوازا گیا اور دعا سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔ جس کے بعد نمازِ ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئی اور نماز کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ کل 115 افراد شامل ہوئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان تمام بچوں کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن کریم پر عمل کرنے والا بنائے اور وہ اسے آگے پڑھانے والے ہوں۔ آمین

گھر سے نکلتے وقت کی دعا

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب مایقول اذاخرج من بیتہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے سپرد ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگارہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کیا جائے۔ یہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ مذہب کو آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ ضمیر کے نام پر ایسے طریقے سے ختم کیا جائے کہ ان پر کوئی الزام نہ آئے کہ دیکھو ہم زبردستی مذہب کو ختم کر رہے ہیں اور یہ ہمدرد سمجھے جائیں۔ شیطان کی طرح میٹھے انداز میں مذہب پر حملے ہوں۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد ہے اور اس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی پڑے گی اور تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں گی۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی لیکن حکمت سے ان لوگوں سے معاملہ بھی کرنا ہے۔ اگر آج ہم ان کی ایک بات مانیں گے جس کا تعلق ہماری مذہبی تعلیم سے ہے تو پھر آہستہ آہستہ ہماری بہت سی باتوں پر، بہت ساری تعلیمات پر پابندیاں لگتی چلی جائیں گی۔ ہمیں دعاؤں پر بھی زور دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی چالوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور توفیق بھی دے اور ہماری مدد بھی فرمائے۔ اگر ہم سچائی پر قائم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ایک دن ہماری کامیابی بھی یقینی ہے۔ اسلام کی تعلیمات نے ہی دنیا پر غالب آنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’سچ میں ایک جرأت اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندگناہوں سے ملوّث ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کرسکتا اور اپنی پاکدامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہوجاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے نہ خوف کھائے اور نہ کسی کی پرواہ کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عذاب ہوجاوے۔ مگر یہ سب کچھ بھی تائیدِ غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہوسکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل بھی شامل حال نہ ہو۔ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النساء: 29)۔ انسان ناتواں ہے۔ غلطیوں سے پُر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنادے‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 252 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس دعاؤں کے ساتھ ہم نے دنیا کو قائل کرنا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فقہی کارنر

باآواز بلند اپنی زبان میں دعا

ایک شخص نے سوال کیا کہ حضورؑ! امام اگر اپنی زبان میں (مثلاً اُردو میں) باآواز بلند دُعا مانگتا جائے اور پچھلے آمین کرتے جائیں تو کیا یہ جائز ہے جبکہ حضور کی تعلیم ہے کہ اپنی زبان میں دعائیں نماز میں کرلیا کرو؟

(حضورؑ نے) فرمایا:

دعا کو باآواز بلند پڑھنے کی ضرورت کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو فرمایا: تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً (الاعراف: 56) اور دُوۡنَ الۡقَوۡلِ (الاعراف: 206)

عرض کیا کہ قنوت تو پڑھ لیتے ہیں:۔ فرمایا:

ہاں ادعیۂ ماثورہ جو قرآن و حدیث میں آچکی ہیں وہ بے شک پڑھ لی جاویں۔ باقی دعائیں جو اپنے ذوق و حال کے مطابق ہیں وہ دل ہی دل میں پڑھنی چاہئیں۔

(بدر یکم اگست 1907ء صفحہ 12)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ امۃ الشافی رومی۔ قادیان سے تحریر کرتی ہیں:

ماشاءاللہ کتاب ایک سبق آموز بات ادارہ الفضل آن لائن کی 36 ویں کاوش قابل ستائش ہے خاکسار نے بھی الفضل آن لائن کی شائع شدہ سب سبق آموز باتیں ایک جگہ دیکھ پڑھ کر ایک موتی کو دوسرے سے جدا، زیادہ روشن اور سبق آموز پایا الحمد للہ۔ ہر سبق آموز بات پڑھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پہلے یہیں ٹھہرا جائے پہلے اس پر عمل کرنے کا تہیہ کیا جائے گویا اپنی خامیاں اور کمیاں نظر آنے لگیں اور اپنا محاسبہ کرنے کا موقع ملا۔ اور دل چاہا کہ دوسروں کے استفادہ کیلئے بھی ضرور شیئر ہوتی رہنی چاہئے اور ارادہ کیا کہ کتاب ایک سبق آموز بات میں سے ہر روز ترتیب سے دو تین صفحات واٹس ایپ کے status پر ضرور لگاوں گی ان شاءاللہ تا دوسروں کو بھی ان سبق آموز باتوں کی یاددہانی ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ الفضل کی تمام کاوشوں کو قبول فرمائے اور تمام خدمت کرنے والوں کو ان کی ان عظیم خدمات کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایک سبق آموزبات

رشتوں کی اہمیت

اپنوں کی غلطیاں بھی اپنی ہی ہوتی ہیں۔ آپس میں مل جل کر سدھار لینی چاہئے تا کہ دلوں میں رنجش پیدا نہ ہو۔ درگزر سے کام لینا رشتوں کی بقاء کا راز ہے۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

21/ مارچ 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:08	18:32
مدینہ منورہ	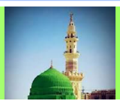	05:07	18:33
قادیان		05:10	18:40
ربوہ		04:50	18:20
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:35	18:17